

خوشبوئے حیات حضرت امام حسین علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8?>



آپ اسلام کی بنیاد اور اس دنیائے اسلام کو نجات دلانے وا لے تھے جو امویوں کے ہاتھوں گرفتار ہوچکی تھی جو اس کو بدترین عذاب دے رہے تھے، اس کے بچوں کو قتل اور عورتوں کوزندہ رکھتے تھے، انھوں نے اللہ کے مال کو اپنی بزرگی کا سبب بنایا، اس کے بندوں کو اپنا نوکر بنایا، نیک اور صالح افراد کو دور کر دیا، مسلمانوں کے درمیان خوف و دہشت پھیلائی، عام شہروں میں قید خانوں، جرائم، فقر و تنگدستی اور محرومیت کو رواج دیا، رسول خدا کی آرزو حضرت امام حسین نے ان کا محکم عزم و ارادہ سے جواب دیا، آپ نے ایسا عظیم انقلاب برپا کیا جس کے ذریعہ آپ نے کتاب خدا کی تشریح فرمائی اور اس کو صاحبان عقل کیلئے ما یہ عبرت قرار دیا، ان کے محلوں

کوجڑسے اکھاڑ پھینکا ، اُن کی عظمت و شوکت کی نشانیوں کو ختم کردیا، مسلمانوں کے درمیان سیا سی اور دینی شعور بیدار کیا، ان کو غلامی اور ذلت کے خوف سے آزاد کرایا، ان کو ان تمام منفی چیزوں سے آزاد کرایا جو ان کیلئے نقصان دہ تھیں، مسلمان پردے میں بیٹھنے کے بعد آن بان کے ساتھ چلنے لگے، انہوں نے اس انقلاب کے پرتو میں اپنے حقوق کا نعرہ بلند کیا جن کاموویوں کے حکم سے خاتمہ ہو چکا تھا جنہوں نے ان کو ذلیل و رسوا کیا اور وہ کام انجام دیا جس کو وہ انجام نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔ ہم اس امام عظیم کے کچھ اوصاف بیان کر رہے ہیں جن کی قربانی ، عزم محکم ، صبر اور انکار کے چرچے خاص و عام کی زبان پر ہیں ۔

نبی کی حسین سے محبت

حضرت رسول خدا اپنے فرزند ارجمند امام حسین علیہ السلام سے بے انتہا محبت کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کی شان و منزلت اور کیا مقام تھا اس سلسلہ میں آپ کی بعض احادیث مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول کا فرمان ہے : "من اراد ان ينظرالى سيد شباب اهل الجنة فلينظرالى الحسين بن على"۔ (۱)

"جو شخص جنت کے جوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہتا ہے وہ حسین بن علی کے چہرے کو دیکھے"۔
۲۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے : میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ امام حسین کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے یہ فرما رہے تھے : "اللهم انى احبہ فاحبہ"۔ (۲)
"پروردگار میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر"۔

۳۔ یعلیٰ بن مرہ سے روایت ہے : ہم نبی اکرم کے ساتھ ایک دعوت میں جا رہے تھے تو آنحضرت نے دیکھا کہ حسین سکوں سے کھیل رہے ہیں تو آپ نے کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ امام کی طرف پھیلادئے، آپ مسکرا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے، بیٹا ادھر آؤ ادھر آؤ یہاں تک کہ آپ نے امام حسین کو اپنی آغوش میں لے لیا ایک ہاتھ ان کی ٹھڈی کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر پکڑ کر ان کے بوسے لئے اور فرمایا: "حسین منى وانا من حسين، احب الله من احب حسينا، حسين سبط من الاسباط" (۳)۔
"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں بخدا یا جو حسین محبت کرے تو اس سے محبت کر ، حسین بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے"

یہ حدیث نبی اکرم اور امام حسین علیہ السلام کے درمیان عمیق رابطہ کی عکاسی کرتی ہے، لیکن

.....

- ۱۔ سیر اعلام النبلاء، جلد ۳، صفحہ ۱۹۰۔ تاریخ ابن عساکر خطی، جلد ۱۳، صفحہ ۵۰۔
- ۲۔ مستدرک حاکم، جلد ۳، صفحہ ۱۷۷۔ نور الابصار، صفحہ ۱۲۹: اللہم انی اُجِبُّہ وَاُجِبُّ کُلَّ مَنْ یُجِبُّہ۔
- "خدا یا میں اس کو دوست رکھتا اور جو اس کو دوست رکھتا ہے اس کو بھی دوست رکھتا ہوں"
- ۳۔ سنن ابن ماجہ، جلد ۱، صفحہ ۵۶۔ مسند احمد، جلد ۴، صفحہ ۱۷۲۔ اسد الغابہ، جلد ۲، صفحہ ۱۹۔ تہذیب الکمال، صفحہ ۷۱۔ تیسیر الوصول، جلد ۳، صفحہ ۲۷۶۔ مستدرک حاکم، جلد ۳، صفحہ ۱۷۷۔

اس حدیث میں نبی کا یہ فرمان کہ "حسین منی" حسین مجھ سے ہے "اس سے نبی اور حسین کے مابین نسبی رابطہ مراد نہیں ہے چونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ یہ بہت ہی گہری اور دقیق بات ہے کہ حسین نبی کی روح کے حامل ہیوہ معاشرہ انسانی کی اصلاح اور اس میں مساوات کے قائل ہیں۔ لیکن آپ کا یہ فرمان: "وانا من حسین" اور میں حسین سے ہوں " اس کا مطلب یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام مستقبل میں اسلام کی راہ میں قربانی دے کر رہتی تاریخ تک اسلام کو زندہ جاوید کریں گے، لہذا حقیقت میں نبی حسین سے ہیں کیونکہ امام حسین نے ہی آپ کے دین کو دوبارہ جلا بخشی، ان طاغوتی حکومتوں کے چنگل سے رہائی دلائی جو دین کو مٹانا اور زندگی کو جاہلیت کے دور کی طرف پلٹانا چاہتے تھے، امام حسین نے قربانی دے کر امویوں کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکا اور مسلمانوں کو ان کے ظلم و ستم سے آزاد کرایا۔

۴۔ سلمان فارسی سے روایت ہے: جب میں نبی کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام حسین آپ کی ران پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبی آپ کے رخسار پر منہ ملتے ہوئے فرما رہے تھے:

"انت سید بن سید، انت امام بن امام، وأخو إمام، وأبوالأئمة، وأنت حجة الله وابن حجة، وأبو حجة تسعة من صلیک، تأسعهم قائمهم"۔ (۱)

"آپ سید بن سید، امام بن امام، امام کے بھائی، ائمہ کے باپ، آپ اللہ کی حجت اور اس کی حجت کے فرزند، اور اپنے صلب سے نو حجتوں کے باپ ہیں جن کا نواں قائم ہوگا۔"

۵۔ ابن عباس سے مروی ہے: رسول اسلام اپنے کا ندھے پر حسین کو بٹھا لے لئے جا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا: "نعم المركب رکبت یا غلام، فاجا به الرسول: "ونعم الراكب هو"۔ (۲)

"کتنا اچھا مرکب (سواری) ہے جو اس بچہ کو اٹھا لے ہوئے ہے، رسول اللہ نے جواب میں فرمایا: "یہ سوار بہت اچھا ہے۔"

۶۔ رسول اللہ کا فرمان ہے: "هذا (یعنی: الحسین) امام بن امام ابوائمة تسعة"۔ (۳)

.....

۱۔ حیاة الامام حسین، جلد ۱، صفحہ ۹۵۔

۲۔ تاج جامع للاصول، جلد ۳، صفحہ ۲۱۸۔

"یہ یعنی امام حسین امام بن امام اور نو اماموں کے باپ ہیں۔"

۷۔ یزید بن ابویزید سے روایت ہے: نبی اکرم عاٹشہ کے گھر سے نکل کر حضرت فاطمہ زہرا کے بیت الشرف کی طرف سے گذرے تو آپ کے کانوں میں امام حسین کے گریہ کرنے کی آواز آئی، آپ بے چین ہو گئے اور جناب فاطمہ سے فرمایا: "أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ بُكَائِهِ يُؤْذِنِي؟"۔ (۱)

"کیا تمہیں نہیں معلوم حسین کے رونے سے مجھ کو تکلیف ہو تی ہے۔"

یہ وہ بعض احادیث تھیں جو رسول اسلام نے اپنے بیٹے امام حسین سے محبت کے سلسلہ میں بیان فرمائی ہیں یہ شرافت و کرامت کے تمغے ہیں جو آپ نے اس فرزند کی گردن میں آویزاں کئے جو بنی امیہ کے خبیث افراد کے حملوں سے آپ کے اقدار کی حفاظت کرنے والا تھا۔

نبی کا امام حسین کی شہادت کی خبر دینا

نبی نے اپنے نواسے امام حسین کی شہادت کو اتنا بیان کیا کہ مسلمانوں کو امام حسین کی شہادت کا یقین ہو گیا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں تھا اور اہل بیت نے متعدد مرتبہ بیان فرمایا کہ حسین بن علی کربلا کے میدان میں قتل کر دئے جائیں گے۔ (۲)

آسمان سے نبی اکرم کو یہ خبر دی گئی کہ عنقریب تمہارے بیٹے پر مصیبتوں کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ اگر وہ پہاڑوں پر پڑتے تو وہ پگھل جاتے، آپ نے متعدد مرتبہ امام حسین کے لئے گریہ کیا اس سلسلہ میں ہم آپ کے سامنے کچھ احادیث پیش کرتے ہیں :

۱۔ ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے: میامام حسین کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے رسول اللہ کی خدمت میں پہنچی جب آپ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیا مشکل پیش آگئی ہے؟!

۱۔ مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۲۰۱۔ سیر اعلام النبلاء، جلد ۳، صفحہ ۱۹۱۔ ذخائر العقبی، صفحہ ۱۴۳۔

۲۔ مستدرک حاکم، جلد ۳، صفحہ ۱۷۹۔

"أَتَانِي جَبْرِئِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هَذَا" میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھ کو یہ خبر دی ہے کہ میری امت عنقریب اس کو قتل کر دے گی "آپ نے امام حسین کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ام الفضل جزع و فزع کرتی ہوئی کہنے لگی: اس کو یعنی حسین کو قتل کر دے گی؟

"نَعَمْ، وَأَتَانِي جِبْرِئِيلُ بِنُزْبَةٍ مِنْ تَرْبَتِهِ حَمْرَاءٍ"۔ (۱) "ہاں، جبرئیل نے مجھے اس کی تربت کی سرخ مٹی لا کر دی ہے

"ام الفضل گریہ و بکا کرنے لگی اور رسول بھی ان کے حزن و غم میں شریک ہو گئے۔

۲۔ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے : ایک رات رسول اللہ سونے کیلئے بستر پر لیٹ گئے تو آپ مضطرب ہو کر بیدار ہو گئے ، اس کے بعد پھر لیٹ گئے اور پہلے سے زیادہ مضطرب ہونے کی صورت میں پھر بیدار ہو گئے ، پھر لیٹ گئے اور پھر بیدار ہو گئے حالانکہ آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی جس کو آپ چوم رہے تھے (۲) میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ یہ کیسی مٹی ہے ؟

"أَخْبَرَنِي جِبْرِئِيلُ أَنَّ هَذَا (يعني: الحسين) يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ. فَقُلْتُ لِجِبْرِئِيلَ : أَرِنِي تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا فَهَذِهِ تُرْبَتُهُ" (۳)

"مجھے جبرئیل نے یہ خبر دی ہے کہ اس (حسین) کو عراق کی سر زمین پر قتل کر دیا جائے گا ۔ میں نے جبرئیل سے عرض کیا : مجھے اس سر زمین کی مٹی دکھائو جس پر حسین قتل کیا جائے گا یہ اسی جگہ کی مٹی ہے ۔"

۳۔ ام سلمہ سے روایت ہے : ایک دن پیغمبر اکرم میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا : "لا يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ أَحَدٌ" میرے پاس کوئی نہ آئے "میں نے انتظار کیا پس حسین آئے اور آپ کے پاس پہنچ گئے ، میں نے نبی کی آواز سنی ، حسین ان کی آغوش میں (یا پہلو میں بیٹھے ہوئے) تھے آپ حسین کے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے گریہ کر رہے تھے ، میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا :

.....

۱۔ مستدرک حاکم ، جلد ۳ ، صفحہ ۱۷۹۔

۲۔ شیعہ کربلا سے حاصل کی گئی مٹی پر سجدہ کرتے ہیں جس کو رسول اسلام نے چوما ہے ۔

۳۔ کنز العمال ، جلد ۷ ، صفحہ ۱۰۶۔ سیر اعلام النبلاء ، جلد ۳ ، صفحہ ۱۵۔ ذخائر العقبیٰ ، صفحہ ۱۴۸۔

خدا کی قسم مجھ کو پتہ بھی نہ چل سکا اور حسین آپ کے پاس آگئے ---

آنحضرت نے مجھ سے فرمایا : "إِنَّ جِبْرِئِيلَ كَانَ مَعَنَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ : أَتُحِبُّهُ ؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ. فَقَالَ : أَمَّا إِنَّ أَمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ" ۔

"جبرئیل گھر میں ہمارے پاس تھے تو انہوں نے کہا : کیا آپ حسین کو بہت زیادہ چاہتے ہیں ؟ میں نے کہا : ہاں ۔ تو جبرئیل نے کہا : آگاہ ہو جائو ! عنقریب آپ کی امت اس کو کر بلا نامی جگہ پر قتل کر دے گی ،" جبرئیل نے اس جگہ کی مٹی رسول کو لا کر دی جس کو نبی نے مجھے دکھایا۔ (۱)

۴۔ عائشہ سے روایت ہے : امام حسین آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے آنحضرت کو نیچے جھکنے کی طرف اشارہ کیا اور امام حسین آپ کے کندھے پر سوار ہو گئے تو جبرئیل نے کہا : "اے محمد! کیا آپ حسین سے محبت کرتے ہیں ؟" آنحضرت نے فرمایا : کیوں نہیں ، کیا میں اپنے بیٹے سے محبت نہ کروں ؟" جبرئیل نے عرض کیا : آپ کی امت عنقریب آپ کے بعد اس کو قتل کر دے گی "جبرئیل نے کچھ دیر کے بعد آپ کو سفید مٹی لا کر دی ۔

عرض کیا : اس سر زمین پر آپ کے فرزند کو قتل کیا جائے گا ، اور اس سر زمین کا نام کربلا ہے " جب جبرئیل آنحضرت کے پاس سے چلے گئے تو وہ مٹی رسول اللہ کے دست مبارک میں تھی اور آپ نے گریہ وبکا کرتے ہوئے فرمایا : اے عائشہ ! جبرئیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ آپ کے بیٹے حسین کو کربلا کے میدان میں قتل کر دیا جائے گا اور عنقریب میرے بعد میری امت میں فتنہ برپا ہوگا ۔"

اس کے بعد نبی اکرم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے جہاں پر حضرت علی، ابو بکر، عمر، حذیفہ، عمار اور ابوذر موجود تھے حالانکہ آپ گریہ فرما رہے تھے، تو اصحاب نے سوال کیا: یا رسول اللہ آپ گریہ کیوں کر رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: مجھے جبرئیل نے یہ خبر دی ہے کہ میرا فرزند حسین کربلا کے میدان میں قتل کر دیا جائے گا اور مجھے یہ مٹی لا کر دی ہے اور مجھ کو خبر دی ہے کہ ان کا مرقد بھی اسی زمین پر ہوگا۔" (۲)

.....

۱. کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۱۰۶۔ معجم کبیر طبرانی، جلد ۳، صفحہ ۱۰۶۔

۲. مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۱۸۷

۵۔ رسول خدا کی ایک زوجہ زینب بنت جحش سے مروی ہے: نبی اکرم محو خواب تھے اور حسین گھر میں آئے اور میں ان سے غافل رہی یہاں تک کہ نبی اکرم نے ان کو اپنے شکم پر بیٹھالیا اس کے بعد نبی اکرم نے نماز ادا کی تو ان کو ساتھ رکھایہاں تک کہ جب آپ رکوع اور سجدہ کرتے تھے تو اس کو اپنی پیٹھ پر سوار کرتے تھے اور جب قیام کی حالت میں ہوتے تھے تو ان کو اٹھالیتے تھے، جب آپ بیٹھتے تھے تو ان کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر دعا کرتے تھے۔۔۔ جب نماز تمام ہو گئی تو میں نے آنحضرت سے عرض کیا: آج میں نے وہ چیزیں دیکھی ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں؟ تو آپ نے فرمایا: "جبرئیل نے میرے پاس آکر مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے کو قتل کر دیا جائیگا، میں نے عرض کیا: تو مجھے دکھائیے کہاں قتل کیا جائے گا؟ تو آپ نے مجھے سرخ مٹی دکھا ئی۔" (۱)

۶۔ ابن عباس سے مروی ہے: حسین نبی کی آغوش میں تھے تو جبرئیل نے کہا: "کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟" آنحضرت نے فرمایا: "میں کیسے اس سے محبت نہ کروں یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔" جبرئیل نے کہا: "بیشک آپ کی امت عنقریب اس کو قتل کر دے گی، کیا میں اس کی قبر کی جگہ کی مٹی دکھائوں؟" جب آپ (جبرئیل) نے اپنی مٹی کھولی تو اس میں سرخ مٹی تھی۔" (۲)

۷۔ ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے اپنی ازواج سے فرمایا: اس بچہ کو رونے نہ دینا یعنی "حسین کو" مروی ہے: ایک روز جبرئیل رسول اللہ کے پاس ام سلمہ کے گھر میں داخل ہوئے اور رسول اللہ نے ام سلمہ سے فرمایا: "کسی کو میرے پاس گھر میں نہ آنے دینا"، جب حسین گھر میں پہنچے اور نبی کو گھر میں دیکھا تو آپ ان کے پاس جانا ہی چاہتے تھے کہ ام سلمہ نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کو تسکین دینے لگی جب آپ زیادہ ضد کرنے لگے تو آپ کو چھوڑ دیا امام حسین جا کر نبی کی آغوش میں بیٹھ گئے تو جبرئیل نے کہا: "آپ کی امت عنقریب آپ کے اس فرزند کو قتل کر دے گی؟"۔ "میری امت اس کو قتل کر دے گی حالانکہ وہ مجھ پر ایمان رکھتی ہے؟"۔

.....

۱. مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۱۸۹

"ہاں، آپ کی امت اس کو قتل کردے گی۔۔۔"

جبرئیل نے رسول کو اس جگہ کی مٹی دیتے ہوئے فرمایا: اس طرح کی جگہ پر قتل کیا جائے گا، رسول اللہ حسین کو پیار کرتے ہوئے نکلے، آپ بے انتہا مغموم و رنجیدہ تھے۔ ام سلمہ نے خیال کیا کہ نبی اکرم ان کے پاس بچہ کے پہنچ جانے کی وجہ سے رنجیدہ ہوئے ہیں، لہذا ام سلمہ نے ان سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ ہی کا تو فرمان ہے: "میرے اس بچہ کو رونے نہ دینا" اور آپ ہی نے تو مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں آپ کے پاس کسی کو نہ آنے دوں، حسین آگئے تو میں نے ان کو آپ کے پاس آنے دیا، نبی اکرم کوئی جواب دئے بغیر اپنے اصحاب کے پاس پہنچے اور آپ نے بڑے رنج و غم کے عالم میں ان سے فرمایا: "میری امت اس کو قتل کردے گی" اور امام حسین کی طرف اشارہ فرمایا۔

ابوبکر اور عمر دونوں نے آنحضرت کے پاس جا کر عرض کیا: اے نبی خدا! وہ مو من ہیں یعنی مسلمان ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں، یہ اس جگہ کی مٹی ہے۔۔۔"

۸۔ انس بن حارث سے مروی ہے: نبی اکرم نے فرمایا: "میرا یہ فرزند (حسین کی طرف اشارہ کیا) کربلا نام کی سر زمین پر قتل کیا جائے گا تم میں سے جو بھی اس وقت موجود ہو وہ اس کی مدد کرے" جب امام حسین کربلا کیلئے نکلے تو آپ کے ساتھ انس بھی تھے جو آپ کے سامنے کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔ (۱)

۹۔ ام سلمہ سے مروی ہے: امام حسن اور امام حسین دونوں میرے گھر میں رسول اللہ کے سامنے کھیل رہے تھے تو جبرئیل نے نازل ہو کر فرمایا: "اے محمد! آپ کی امت آپ کے بعد آپ کے اس فرزند کو قتل کردے گی" اور حسین کی طرف اشارہ کیا آپ گریہ کرنے لگے، حسین کو اپنے سینہ سے لگالیا آپ کے دست مبارک میں کچھ مٹی تھی جس کو آپ سونگھ رہے تھے، اور فرما رہے تھے: "کرب و بلا پر وائے ہو" آپ نے اس مٹی کو ام سلمہ کو دیتے ہوئے فرمایا: "جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا فرزند قتل کر دیا گیا ہے" ام سلمہ نے اس مٹی کو ایک شیشہ میں رکھ دیا، آپ ہر روز اس کا مشاہدہ کرتی اور کہتی تھیں کہ

.....

۱۔ تاریخ ابن الوردي، جلد ۱، صفحہ ۱۷۳۔۱۷۴۔

دن یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے گی وہ دن بہت ہی عظیم ہوگا۔ (۱)

۱۰۔ نبی اکرم نے خواب میں دیکھا ایک کتا ان کے خون میں لوٹ رہا ہے، تو آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی: ایک برص کا مریض آپ کے بیٹے حسین کو قتل کرے گا اور آپ کا یہ خواب حقیقی طور پر ثابت ہوا، آپ کے بیٹے حسین کو برص کے مرض میں مبتلا خبیث شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا۔ (۲)

یہ بعض روایات تھیں جن میں نبی اکرم نے یہ اعلان فرما دیا تھا کہ آپ کے بیٹے امام حسین کو شہید کیا جائیگا اور آپ اس دردناک واقعہ کی وجہ سے محزون و گریاں رہے۔

امام حسین اپنے والد بزرگوار کے ساتھ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کی عطوفت کے زیر سایہ پرورش پائی آپ کے والد بزرگوار آپ سے اتنی محبت کرتے تھے کہ آپ نے جنگ صفین میں اپنے دونوں فرزندوں کو میدان جنگ میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی کہ کہیں ان کے شہید ہوجانے سے نسل رسول منقطع نہ ہو جائے، مولائے کائنات آپ اور آپ کے بھائی امام حسن کی تعریف کرتے تھے، آپ نے ان دونوں کو اپنے فضائل و کمالات سے آراستہ کیا اور اپنے آداب اور حکمتوں کے ذریعہ فیض پہنچایا یہاں تک کہ یہ دونوں آپ کے مانند ہو گئے۔

امام حسین شجاعت، عزت نفس، غیرت اور نورانیت میں اپنے پدر بزرگوار کی شبیہ تھے، آپ نے بنی امیہ کے سامنے سر جھکانے پر شہادت کو ترجیح دی، جس کی بنا پر آپ نے ظاہری زندگی کو خیرآباد کہا اور راہِ خدا میں قربان ہونے کیلئے آمادہ ہو گئے۔ ہم اس سلسلہ میں ذیل میں قارئین کرام کیلئے کچھ مطالب پیش کرتے ہیں :

حضرت علی کا امام حسین کی شہادت کی خبر دینا

حضرت علی نے اپنے بیٹے ابوالاحرار کی شہادت کی خبر کو شایع کیا اس سلسلہ میں ہم امام حسین سے متعلق حضرت علی کی چند احادیث بیان کرتے ہیں :

.....

۱۔ معجم کبیر طبرانی "ترجمہ امام حسین"، جلد ۳، صفحہ ۱۰۸۔

۲۔ تاریخ خمیس، جلد ۲، صفحہ ۳۳۴۔

۱۔ عبداللہ بن یحییٰ نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ صفین تک کاسفر طے کیا، یحییٰ کے والد مولائے کائنات کا لوٹا اپنے ساتھ رکھتے تھے، جب ہم نینوا کو پار کرچکے تو مولائے کائنات نے بلند آواز میں فرمایا: اے ابو عبد اللہ ٹھہرو! اے ابو عبد اللہ ٹھہرو فرات کے کنارے پر "یحییٰ آپ کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے: ابو عبد اللہ کیا بات ہے؟ تو امام نے فرمایا: "میں ایک دن رسول اللہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کو کسی نے رنجیدہ کر دیا ہے؟ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیسے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھے خبر دار کیا ہے کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل کر دیا جائیگا، اور فرمایا: کیا تمہارے پاس اس جگہ کی مٹی ہے جس کامیں استشمام کروں؟ جبرئیل نے جواب دیا: ہاں، تو مجھے ایک مٹھی خاک اس جگہ کی اٹھا کر دی لہذا میری آنکھیں آنسوؤں کو نہیں روک سکی۔" (۱)

۲۔ ہرثمہ بن سلیم سے مروی ہے کہ ہم جنگ صفین کیلئے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ چلے جب ہم کربلا میں پہنچے تو ہم نے نماز ادا کی، نماز کے بعد آپ نے اس جگہ کی مٹی کو اٹھایا اور اس کو سونگھنے کے بعد فرمایا: "اے زمین! تجھ سے ایک ایسی قوم محشور ہو گی جو بغیر حساب کے جنت میں جا ئیگی"

ہرثمہ کو امام کے اس فرمان پر تعجب ہوا، اور امام کی بات بار بار اس کے ذہن میں آنے لگی، جب وہ اپنے شہر میں پہنچے تو انہوں نے یہ حدیث اپنی زوجہ جرداء بنت سمیرہ کو جو امام کے شیعوں میں سے تھی کو سنا ئی۔

اس نے کہا : اے شخص! ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، بیشک امیرالمومنین حق کے علاوہ اور کچھ نہیں کہتے، ابھی کچھ دن نہیں گزرے تھے کہ ابن زیاد نے اپنے لشکر کو فرزند رسول امام حسین کے ساتھ جنگ کر کے کیلئے بھیجا، ان میں ہر ثمة بھی تھا جب وہ کر بلا پہنچا تو ان کو امیر المومنین کا فرمان یاد آگیا اور ان کے فرزند ارجمند امام حسین سے جنگ کر کے لئے تیار نہیں ہوا۔

اس کے بعد امام حسین کی خدمت اقدس میں پہنچا اور جو کچھ آپ کے پدربزرگوار سے سنا تھا اُن کے سامنے بیان کیا امام نے اس سے فرمایا : "انت معنا وعلینا ؟" تو ہمارے ساتھ ہے یا ہمارے خلاف ہے، "ہر ثمة نے کہا : نہ آپ کے ساتھ ہوں اور نہ آپ کے خلاف ہوں، بلکہ میں نے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ

.....

۱. تاریخ بن عساکر (مخطوط)، جلد ۱۳، صفحہ ۵۸-۵۷، معجم کبیر طبرانی نے کتاب ترجمہ امام حسین، جلد ۳، صفحہ ۱۰۵-۱۰۶۔

دیا ہے اور اب ان کے سلسلہ میں، میں ابن زیاد سے ڈر رہا ہوں، امام نے اس کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "ولّ ہارباحتی لاترئ لنا مقتلا، فوالذی نفس محمد بیدہ لایرئ مقتلنا الیوم رجل ولا یغیثنا الا ادخلہ النار" ہر ثمة وہاں سے جلد ہی چلا گیا اور اس نے امام کو قتل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (۱)

۳. ثابت بن سوید نے غفلہ سے روایت کی ہے : ایک دن حضرت علی نے خطبہ دیا تو آپ کے منبر کے پاس سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا : یا امیر المومنین! میرا وا دی قرئ کے پاس سے گذر ہوا تو میں نے خالد بن عرفطہ کو مرے ہوئے دیکھا! لہذا آپ اس کے لئے استغفار کر دیجئے۔ امام نے فرمایا : "خدا کی قسم وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک ایک گمراہ لشکر کی قیادت نہ کر لے اور اس کا پرچمدار حبیب بن حمار ہوگا۔۔۔"۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا : اے امیر المومنین میں حبیب بن حمار ہوں، اور آپ کا شیعہ اور چاہنے والا ہوں۔۔۔

امام نے اس سے فرمایا : "تو حبیب بن حمار ہے؟"۔ اس نے کہا : ہاں۔

امام نے کئی مرتبہ اس کی تکرار فرمائی اور حبیب نے ہر مرتبہ جواب دیا : ہاں۔ امام نے فرمایا : "خدا کی قسم تو پرچمدار ہوگا یا تجھ سے پرچم اٹھوایا جائے گا، اور تجھے اس دروازے سے داخل کیا جائے گا" اور آپ نے مسجد کو فہ کے باب فیل کی طرف اشارہ کیا۔

ثابت کا کہنا ہے : میں ابن زیاد کے زمانہ تک زندہ رہا اور اس نے عمر بن سعد کو امام حسین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور خالد بن عرفطہ کو اپنے ہراول دستہ میں مقرر کیا اور حبیب بن حمار کو پرچمدار قرار دیا، اور وہ باب فیل سے داخل ہوا۔۔۔ (۲)

۴. امیر المومنین نے براء بن عازب سے فرمایا: "اے براء! کیا حسین قتل کر دئے جائیں اور تم زندہ

.....

رہتے ہوئے بھی ان کی مدد نہ کر سکو؟"۔

براء نے کہا : اے امیر المومنین ! ایسا نہیں ہو سکتا، جب امام حسین شہید کئے گئے تو براء نادم ہوا اور اس کو امام امیر المومنین کا فرمان یاد آیا اور اس نے کہا: سب سے بڑی حسرت یہ ہے کہ میں وہاں پر حاضر نہ ہو سکا! ان کی جگہ میں قتل کر دیا جاتا۔ (۱)

حضرت علی سے اس طرح کی متعدد احادیث مروی ہیں جن میں فرزند رسول امام حسین کی کربلا میں شہادت کا اعلان کیا گیا ہے اور ہم نے اس سے متعلق احادیث اپنی کتاب (حیۃ الامام الحسین) میں بیان کی ہیں۔

آپ کے ذاتی کمالات

وہ منفرد صفات کمالات جن سے ابو الاحرار امام حسین کی شخصیت کو متصف کیا گیا درج ذیل ہیں :

۱۔ قوت ارادہ

ابو الشہدا کی ذات میں قوت ارادہ، عزم محکم و مصمم تھا، یہ مظہر آپ کو اپنے جد محترم رسول اسلام سے میراث میں ملا تھا جنہوں نے تاریخ بدل دی، زندگی کے مفہوم کو بدل دیا، تنہا ان طوفانوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے جو آپ کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کرنے سے روکتے تھے، آپ نے ان کی پروا کئے بغیر اپنے چچا ابو طالب کو من قریش سے کہا: "خدا کی قسم اگر یہ مجھے دین اسلام کی تبلیغ سے روکنے کے لئے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں گے تو بھی میں اسلام کی تبلیغ کرنے سے باز نہیں آؤں گا جب تک کہ مجھے موت نہ آئے یا اللہ کے دین کو غلبہ حاصل نہ ہو جائے۔۔۔۔۔"

پیغمبر اسلام نے اس خدا ئی ارادہ سے شرک کا قلع و قمع کر دیا اور وقوع پذیر ہونے والی چیزوں پر غالب آگئے، اسی طرح آپ کے عظیم نواسے امام حسین نے اموی حکومت کے سامنے کسی تردد کے بغیر یزید کی بیعت نہ کرنے کا اعلان فرمادیا، کلمہ حق کو بلند کرنے کیلئے اپنے بہت کم ناصرو مددگار کے ساتھ

.....

۱۔ الاصابہ، جلد ۱، صفحہ ۱۸۷۔ حیۃ الامام الحسین، جلد ۱، صفحہ ۴۲۹۔

میدان جہاد میں قدم رکھا اور کلمہ باطل کو نیست و نابود کر دیا جبکہ امویوں نے بہت زیادہ لشکر جمع کیا تھا وہ بھی امام کو اپنے مقصد سے نہیں روک سکا، اور آپ نے اس زندہ جاوید کلمہ کے ذریعہ اعلان فرمایا: "میں موت کو سعادت کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھتا، اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنا ذلت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔" (اور آپ ہی کا فرمان ہے ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے)۔

آپ پرچم اسلام کو بلند کرنے کیلئے اپنے اہل بیت خاندان عصمت و طہارت اور اصحاب کے ساتھ میدان میں تشریف لائے اور پرچم اسلام کو بلند کرنے کی کوشش فرمائی، امت اسلامیہ کی سب سے عظیم نصرت اور فتح دلائی یہاں تک کہ خود امام شہید ہو گئے، آپ ارادہ میں سب سے زیادہ قوی تھے آپ پختہ ارادہ کے مالک تھے

اور کسی طرح کے ایسے مصائب اور سختیوں کے سامنے نہیں جھکے جن سے عقلیں مدہوش اور صاحبانِ عقل حیرت زدہ ہو جاتے ہیں ۔

۲۔ ظلم و ستم (و حق تلفی) سے منع کرنا

امام حسین کی ایک صفت ظلم و ستم سے منع کرنا تھی اسی وجہ سے آپ کو (ابو الضیم) کا لقب دیا گیا، آپ کا یہ لقب لوگوں میں سب سے زیادہ مشہور و منتشر ہوا، آپ اس صفت کی سب سے اعلیٰ مثال تھے یعنی آپ ہی نے انسانی کرامت کا نعرہ لگایا، اور انسانیت کو عزت و شرف کا طریقہ دیا، آپ بنی امیہ کے بندروں کے سامنے نہیں جھکے اور نیزوں کے سایہ میں موت کی نیند سو گئے، عبد العزیز بن نباتہ سعدی کا کہنا ہے :

والحسینُ الذی رأى الموت ف العز
حیاةً والعیش ف الذلّ قتلا

"یعنی حسین وہ ہیں جنہوں نے عزت کی موت کو زندگی اور ذلت کی زندگی سے بہتر سمجھا ہے ۔"
مشہور و معروف مورخ یعقوبی نے آپ کو شدید العزّت کی صفت سے متصف کیا ہے (۱)۔
ابن ابی الحدید کا کہنا ہے :سید اہل اباء حضرت ابا عبد اللہ الحسین جنہوں نے لوگوں کو حمیت و غیرت کی تعلیم اور دنیوی ذلت کی زندگی کے مقابلہ میں تلواروں سے کٹ کر مرجانے کا درس دیا انہیں اور آپ کے اصحاب کو امان نامہ دیا گیا لیکن آپ نے ذلت اختیار نہیں فرمائی، امام کو اس بات کا اندیشہ لا حق ہوا کہ ابن زیاد

.....

۱۔ تاریخ یعقوبی، جلد ۲، صفحہ ۲۹۳۔

آپ کو قتل نہ کر کے ایک طرح کی ذلت سے دوچار کردے جس کی بنا پر جان فدا کرنے کو ترجیح دی ۔
ابو یزید یحییٰ بن زید علوی کا کہنا ہے :میرے والد ابو تمام نے محمد بن حمید طائی کے سلسلہ میں کہا ہے کہ
انہوں نے تمام اشعار امام حسین کی شان میں کہے ہیں :

وقد کان فوت الموت سهلاً فردّه
اليه الحفاظ المرّ والخُلُقُ الوَعْرُ

وَنَفْسٌ تَعَاْفُ الصَّيْمَ حَتَّى كَأَنَّهُ
هُوَ الْكُفْرُ يَوْمَ الرَّوْعِ أَوْ ذُوْنَهُ الْكُفْرُ

فَأَثْبَتَ فِي مُسْتَنْقَعِ الْمَوْتِ رَجْلَهُ
وَقَالَ لَهَا مِنْ تَحْتِ أَخْمَصِكِ الْحَشْرُ

تَرَدَّى ثِيَابَ الْمَوْتِ حُمْرًا فَمَا أَتَى
لَهَا اللَّيْلُ إِلَّا وَهِيَ مِنْ سُندُسٍ خُضْرٍ (۱)

"آپ کے لئے مارے جانے سے بچنا آسان تھا لیکن آپ نے اس سے انکار کر دیا ۔
آپ نے نہایت مشکل کے ساتھ دین اسلام کی حفاظت کی ، اور خوش اخلاقی کے ساتھ بچایا ۔
آپ کا نفس ذلت قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا آپ کے نزدیک ذلت قبول کرنا کفر یا کفر کی منزل میں تھا ۔"
آپ نے خندہ پیشانی سے شہادت کا استقبال کیا ۔
آپ نے سرخ موت کا لباس پہنا جبکہ یہ لباس بعد میں سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا ۔"
"ابوالاحرار" سرور آزادگان نے لوگوں کو ظلم کی مخالفت اور قربانی پیش کرنے کی تعلیم دی مصعب بن زبیر کا
کہنا ہے کہ امام نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت اختیار فر ما ئی ۔ (۲) اس کے بعد یہ مثال بیان کی :

وَإِنَّ الْأُلَىٰ بِالطِّفِّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
تَسَوَّافَسُوا لِلْكَرَامِ النَّاسِيَا

"کربلا میں بنی ہاشم نے فدا کاری کی اور نیک صفت افراد کیلئے فدا کاری کی رسم رائج کی ۔"
روز عاشورہ آپ کی تقریریں اتنی حیرت انگیز تھیں جن کی مثال عزت و بلندی نفس اور دشمن کا منہ توڑ جواب
دینے کے متعلق عربی ادب میں نہیں ملتی: "آگاہ ہوجائو بیشک ولد الزنا ابن ولد الزنا نے مجھے شہادت
.....

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، جلد ۳، صفحہ ۲۴۹۔

۲۔ تاریخ طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۷۳۔

اور ذلت کے مابین لا کر کھڑا کر دیا ، ہم ذلت سے دور ہیں ، اللہ ، اس کا رسول اور مو منین ذلت سے انکار کرتے ہیں
، ان کی پاک و پاکیزہ آغوش ، ان کی غیرت و حمیت کمینوں کی اطاعت کو بزرگوں کی شہادت پر ترجیح دینے سے
انکار کرتے ہیں ۔"

آپ روز عاشورہ اموی لشکر کے بھیڑیا صفت درندوں کے درمیان ایک کوہ ہمالیہ کی مانند کھڑے ہوئے تھے اور آپ
نے ان کے درمیان عزت و شرافت ، کرامت و بزرگی ، ظلم و ستم کی مخالفت سے متعلق عظیم الشان خطبے ارشاد
فرمائے : "وَاللّٰهُ لَا اعْطِيْكُمْ بِيَدِيْ اَعْطَاءَ الدَّلِيْلِ ، وَلَا اَفِرُّ فِرَارَ الْعَبِيْدِ ، اِنِّيْ عَذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنَ ---" ۔
امام کی زبان سے یہ روشن و منور کلمات اس وقت جاری ہوئے جب آپ کرامت و بلندی کی آخری حدوں پر فائز
تھے جس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے اور ان کلمات کو تاریخ اسلام نے ہر دور کے لئے ایک زندہ و پائندہ
شجاعت اور بہا دری کے کارناموں کے طور پر اپنے دامن میں محفوظ رکھا ہے ۔

شعرائے اہل بیت نے اس واقعہ کی منظر کشی کے سلسلہ میں مسابقہ کیا لہذا ان کے کہے ہوئے اشعار، عربی

ادب کے مدوّن مصادر میں بہت قیمتی ذخیرہ ہیں، سید حیدر حلی نے اس دائمی واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے اپنے جد کا یومرثیہ پڑھا:

طَمَعَتْ أَنْ تَسْوَمَهُ الْقَوْمُ ضَيْمًا
وَابَى اللَّهُ وَالْحُسَامُ الصَّنِيعُ

كَيْفَ يَلُوئِ عَلَى الدَّيْنَةِ جَيِّدًا
لِسَوْىِ اللَّهِ مَا لَوْا هِ الْخُصُوعُ

وَلَدَيْهِ جَأْشٌ أَرَدُ مِنَ الدَّرْعِ
لِظْمَأِىِ الْقَنَا وَ هُنَّ شُرُوعُ

وَبِهِ يَرْجِعُ الْحِفَاطُ لِيَصْدِرِ
صَاقَتِ الْأَرْضُ وَهْ فِيهِ تَضِيعُ

فَأَبَى أَنْ يَعِيشَ إِلَّا عَزِيزًا
فَتَجَلَّى الْكِفَاحُ وَهُوَ صَرِيعُ (۱)

"ستم پیشہ لوگ چاہتے تھے کہ حسین اپنی غیرت کا سودا کر لیں جبکہ خدا اور شمشیر حسینی کا یہ منشأ نہیں تھا

بھلا حسین کس طرح ذلت قبول کر لیتے جبکہ آپ غیر خدا کے سامنے کبھی نہیں جھکے تھے۔
آپ کے پاس سپر سے زیادہ مضبوط ہمتِ قلبی تھی وہ ابتدا سے ہی اس طرح جنگ کرتے تھے جس
.....

۱۔ دیوان سید حیدر، صفحہ ۸۷۔

طرح پیاسا پانی کی طرف دوڑ کر جا رہا ہو۔

زمین کے تنگ ہونے کے باوجود آپ کا سینہ کشادہ تھا۔

آپ عزت کی زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے جس کی وجہ سے آپ نے راہ حق میں جان پیش کر دی " نفس کے کسی چیز کے انکار کرنے کی اس سے اچھی نقشہ کشی نہیں کی جاسکتی جو نقشہ کشی سید حیدر نے اموی حکومت کے امام حسین کی اہانت، ان کو اپنے ظلم و جور کے سامنے جھکانے کے سلسلہ میں کی ہے لیکن یہ خدا کی مرضی نہیں تھی بلکہ خدا یہی چاہتا تھا کہ آپ کو ایسی عظیم عزت سے نوازے جو آپ کو نبوت سے وراثت میں ملی تھی اور آپ اسی بلند مقام اور مرتبہ پر باقی رہیاسی لئے آپ نے اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر نہیجھکایا تو پھر آپ بنی امیہ کے کمینوں کے سامنے کیسے سر جھکاتے؟ اور ان کی حکومت و سلطنت

آپ کے عزم محکم کو کیسے ڈگمگا سکتی تھی۔ آپ کا بہترین شعر ہے :

وَبِهِ يَرْجِعُ الْحِفَاطُ لِصَدْرِ
صَاقَتِ الْأَرْضُ وَه فِيهِ تَضْيَعُ

شاعر کی اس تعبیر سے بڑھ کر کیا کوئی اور تعبیر امام کی غیرت کو بیان کر سکتی ہے؟ اس شاعر نے تمام توانائیوں کو امام کے سینہ سے مختص کیا ہے زمین وسیع ہونے کے باوجود امام کے عزم و ارادہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی، اس شعر میں الفاظ بھی زیبا ہیں اور طبیعت انسا نی پر بھی بار نہیں ہیں۔
مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے جن میں امام حسین کے انکار کی توصیف کی گئی ہے سید حیدر کہتے ہیں :

لَقَدْ مَاتَ لَكِنْ مِيتَةً هَاشِمِيَّةً
لَهُمْ عُرِفَتْ تَحْتَ الْقَنَا الْمُتَقَصِّدِ

كَرِيمُ أَبِي شَمِّ الدُّنْيَةِ أَنْفُهُ
فَاشْمَمَهُ شَوْكُ الْوَسِيحِ الْمُسَدِّدِ

وَقَالَ قَفِي يَا نَفْسُ وَقْفَةَ وَارِدِ
حِيَاضَ الرَّدَى لَا وَقْفَةَ الْمُتَرَدِّدِ

رَأَى أَنَّ ظَهَرَ الدَّلِّ أَحْسَنُ مَرْكَبًا
مِنَ الْمَوْتِ حَيْثُ الْمَوْتُ مِنْهُ بِمَرَصِدِ

فَأَثَرُ أَنْ يَسْعَى عَلَى جَمْرَةِ الْوَعَى
بِرَجُلٍ وَلَا يَغْطِي الْمُقَادَّةَ عَنْ يَدِ (۱)

" امام حسین مارے تو گئے لیکن ہا شمی انداز میں ، ان کا تعارف ہی نیزہ و شمشیر کو چلانے سے پسینہ میں شرابور ہوجانے سے ہوا۔ آپ کریم تھے اسی لئے آپ نے ذلت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

.....

اسی لئے آپ کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

آپ نے اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے نفس وا دی ہلاکت میں جانے سے رُک جا البتہ شک کرنے والے کے مانند مت رُک۔

آپ نے مشاہدہ کیا کہ موت کے مقابلہ میں ذلت قبول کرنا زیادہ سخت ہے جبکہ موت آپ کے انتظار میں تھی۔ اس وقت آپ نے خاردار راہوں میں پیدل چلنا گوارا کیا لیکن اپنا اختیار ظالم کے ہاتھ میں دینا پسند نہیں کیا۔ ہم نے ان اشعار سے زیادہ دقیق اور اچھے اشعار کا مطالعہ نہیں کیا، یہ اشعار امام کی غیرت اور عظمت نفس کو خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں امام نے ذلت کی زندگی کے مقابلہ میں تلواروں کے سایہ میں جان دینے کو ترجیح دی اور اس سلسلہ میں آپ نے اپنے خاندان کے اُن شہداء کا راستہ اختیار فرمایا جو آپ سے پہلے جنگ کے میدانوں میں جا چکے تھے۔

سید حیدر نے امام حسین کے انکار کی صفت کا یوں نقشہ کھینچا ہے کہ آپ نے پستی، ظلم و ستم اور دوسروں کی حق تلفی کا انکار کیا، تیروں اور تلواروں میں ستون کے مانند کھڑے ہو گئے، کیونکہ ایسا کرنے میں غیرت و شرف و بزرگی محفوظ تھی اور اسی عمدہ صفت کا سہارا لیتے ہوئے سید حیدر نے امام کے انکار کی نقشہ کشی کی ہے، وہ غیرت جو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جیسا کہ دوسرے شاعروں میں بھی بھری ہوئی تھی اور یہ بات یقینی ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں تکلف سے کام نہیں لیا بلکہ حقیقت بیان کی ہے۔ سید حیدر نے درج ذیل دوسرے اشعار میں امام حسین کے اس انکار اور آپ کی بلندی ذات کو بیان کیا ہے اور شاید یہ امام کے سلسلہ میں کہا گیا بہترین مرثیہ ہو :

وَسَامَتْهُ بِرُكْبُ احْدَى اثْنَتَيْنِ
وَقَدْ صَرَّتِ الْحَرْبُ اسْنَانَهَا

فَإِمَّا يَرَى مُدْعِنًا وَتَمُوتُ
نَفْسُ ابِي الْعِزِّ إِذْغَانَهَا

فَقَالَ لَهَا اُعْتَصِمِي بِالْإِبَائِي
فَنَفْسُ الْآبِي وَمَا زَانَهَا

إِذَا لَمْ تَجِدْ غَيْرَ لِبْسِ الْهَوَانِ
فَبِالْمَوْتِ تَنْزِعُ جُثْمَانَهَا

رَأَى الْقَتْلَ صَبْرًا شَعَارَ الْكَرَامِ
وَفَخْرًا يَزِينُ لَهَا شَانَهَا

فَشَمَّرَ لِلْحَرْبِ فِي مَعْرَكٍ
بِهِ عَرَكُ الْمَوْتِ فُرْسَانَهَا (۱)

"اس وقت آپ نے خار دار راہوں میں پیدل چلنا پسند کیا لیکن اپنا اختیار ظالم کے ہاتھوں دینا پسند نہیں کیا۔ جنگ کے میدان میں امام حسین نے محسوس کیا کہ یا ذلت محسوس کرنا پڑے گی یا عزت کے ساتھ جام شہادت نوش کرنا پڑے گا۔

اس وقت آپ نے عزت و غیرت کا دامن تھامنے کا فیصلہ کیا ۔ کیونکہ غیرت مند انسان کو جب ذلت کا سامنا کرنا پڑ جائے تو وہ اپنے لئے موت اختیار کر لیتا ہے آپ نے شہادت کو بزرگوں کی عادت اور اپنے لئے فخر محسوس کیا۔

اسی لئے آپ نے جنگ کیلئے کمر کس لی موت اور گھوڑے سواروں کے سامنے سخت جان ہو گئے۔" امام کی شان میں سید حیدر کے مرثیے امت عربی کی میراث میں بڑے ہی مشہور و معروف ہیں، ان میں نئی افکار کو ڈھالا گیا ہے، ان کے اجزاء کو بڑی ہی دقت نظری کے ساتھ مرتب و منظم کیا گیا ہے جس سے ان کو چار چاند لگ گئے اور (ان کے ہم عصر لوگوں کا کہنا ہے) قصیدہ کے ہر شعر میں مخصوص طور پر امام کا تذکرہ کیا گیا ہے، عام لوگ ان اشعار کی اصلاح نہیں کر سکتے اور ان اشعار کا ہر کلمہ کمال اور انتہاء تک پہنچا ہوا ہے ۔

۲۔ شجاعت بڑے بڑے صاحبان۔

فکر و نظر نے پوری تاریخ میں ایسا شجاع اور ایسا بہادر انسان نہ دیکھا، امام حسین کی ذات با برکت تھی کربلا کے دن آپ نے وہ موقف اختیار فرمایا جس سے سب متحیر ہو گئے ، عقلیں مدبوش ہو کر رہ گئیں ، نسلیں آپ کی شجاعت اور محکم عزم کے متعلق متعجب ہو کر گفتگو کرنے لگیں ، لوگ آپ کی شجاعت کو آپ کے والد بزرگوار کی شجاعت پر فوقیت دینے لگے جس کے پوری دنیا کی ہر زبان میں چرچے تھے ۔

.....

۱۔ دیوان سید حیدر، صفحہ ۷۱۔

آپ کے ڈر پوک دشمن آپ کی شجاعت سے مبہوت ہو کر رہ گئے ، آپ ان ہوش اڑا دینے والی ذلت و خواری کے سامنے نہیں جھکے جن کی طرف سے مسلسل آپ پر حملے کئے جا رہے تھے ، اور جتنی مصیبتیں بڑھتی جا رہی تھیں اتنا ہی آپ مسکرا رہے تھے ، جب آپ کے اصحاب اور اہل بیت کا خاتمہ ہو گیا اور (روایات کے مطابق) تیس ہزار کے لشکر نے آپ پر حملہ کیا تو آپ نے تنہا ان پر ایسا حملہ کیا، جس سے ان کے دلوں پر آپ کا خوف اور

رعب طاری ہو گیا ، وہ آپ کے سامنے سے اس طرح بھاگے جارہے تھے جس طرح شیر غضبناک (روایات کی تعبیر کے مطابق) کے سامنے بکری بھاگتی ہوئی دکھا ئی دیتی ہے ، آپ ہر طرف سے آنے والے تیروں کے سامنے جبل راسخ کی طرح کھڑے ہو گئے آپ کے وقار میں کو ئی کمی نہیں آئی ، آپ کا امر محکم و پائیدار اور موت کمزور ہو کر رہ گئی ۔

سید حیدر کہتے ہیں :

فَتَلَقَّى الْجُمُوعُ فَرْدًا وَلَكِنْ
كُلُّ عَضُوٍّ فِي الرَّوْعِ مِنْهُ جُمُوعٌ

رُحْمُهُ مِنْ بَنَائِهِ وَكَأَنَّ مَنْ
عَزَمَهُ حَدَّ سَيْفِهِ مَطْبُوعٌ

زَوَّجَ السَّيْفِ بِالنَّفُوسِ وَلَكِنْ
مَهْرُهَا الْمَوْتُ وَالْخِضَابُ النَّجِيعُ

"امام حسین نے گرچہ دشمنوں کی جماعت کا تنہا مقابلہ کیا لیکن ہیبت کے لحاظ سے آپ کے بدن کا ہر حصہ کئی جماعتوں کے مانند تھا ۔

آپ کی انگلیوں کا پور پور نیزے کا کام کرتا تھا اپنی بلند ہمت کی بنا پر آپ کو تلواروں کا مقابلہ کرنے کی عادت پڑ گئی تھی ۔

آپ نے اپنی تلوار کے ذریعہ دشمنوں کی صفوں میں تباہی مچا دی ۔"

دوسرے اشعار میں سید حیدر کہتے ہیں :

رَكِبِينَ وَلِلْأَرْضِ تَحْتَ الْكُمَاةِ
رَجِيفٌ يَزْلُزِلُ تَهْلَانَهَا

أَقْرَبُ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ ظَهْرِهَا
إِذَا مَلَمَلَ الرَّعْبُ أَقْرَانَهَا

تَزِيدُ الطَّلَاقَةَ فِي وَجْهِهِ
إِذَا غَيَّرَ الْخَوْفُ أَلْوَانَهَا

"حالانکہ زمین مسلسل تھر ا رہی تھی لیکن آپ مضبوطی کے ساتھ پُر سکون تھے ۔

شدید خوف کے مقامات پر بھی آپ کا چہرہ کھلا ہوا تھا ۔"

جب ظلم و ستم و حق تلفی سے روکنے والے زخمی ہو کر زمین پر گرے اور خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ پر غش طاری ہو گیا تو پورا لشکر آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے آپ کے پاس نہ آسکا ۔ اس سلسلہ میں سید حیدر کہتے ہیں :

عَفِيرَامَتِي عَا يَنْتَه الْكُمَاة

يَخْتَطِفُ الرُّعْبُ الْوَانَهَا

فَمَا أَجَلَتِ الْحَزْبُ عَنْ مَثْلِهِ

صَرِيحاً يَجْبُنُ شُجْعَانَهَا

"آپ زمین کربلا پر خاک آلود پڑے ہوئے تھے پھر بھی بڑے بڑے بہا در آپ کے نزدیک ہونے سے ڈر رہے تھے ۔" آپ نے اپنے اہل بیت اور اصحاب کے لئے اس عظیم روح کے ذریعہ ایسی غذا کا انتظام کیا کہ وہ شوق اور اخلاص کے ساتھ مرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کر نے لگے اور انہوں نے اپنے دل میں کسی کے ڈر اور خوف کا احساس نہیں کیا خود ان کے دشمنوں نے ان کی پا ئیداری اور خوف نہ کھانے کی شہادت دی اور کربلا کے میدان میں مبعمر بن سعد کے ساتھ جس ایک شخص نے یہ منظر دیکھا اس سے کہا گیا وائے ہو تم پر تم نے ذریت رسول کو قتل کر دیا؟

تو اس نے یوں جواب دیا: وہ سخت چٹان تھے ، جو ہم نے دیکھا اگر تم اس کا مشاہدہ کر تے تو جو کچھ ہم نے انجام دیا وہی تم انجام دیتے ، انہوں نے بھوکے شیر کی طرح ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے لوگوں پر حملہ کیا تو وہ دائیں اور بائیں طرف بھاگنے لگے ، موت کے گھاٹ اترنے لگے ، نہ انہوں نے امان قبول کی نہ مال کی طرف راغب ہوئے اُن کے اور موت کے درمیان نہ کوئی فاصلہ باقی رہ گیا تھا اور نہ حکومت پر قبضہ کرنے میں کوئی دیر تھی اگر ہم ایک لمحہ کیلئے بھی رُک جا تے ، اگر ہم ان سے رو گردانی کر بھی لیتے تو بھی یہ لشکر والے اس میں مبتلا ہو جا تے۔ (۱)

بعض شعراء نے اس شاذ و نادر محکم و پا ئیداری کی یوں نقشہ کشی کی ہے :

فَلَوْوَقَفَّتْ صُفُوفُ الْجِبَالِ مَكَانَهُمْ
لَمَادَتْ عَلَى سَهْلٍ وَدَكَّتْ عَلَى وَعْرِ

فَمِنْ قَائِمٍ يَسْتَعْرِضُ النَّبْلُ وَجْهَهُ
وَمِنْ مُقَدِّمٍ يَزْمِي الْأَسِنَّةَ بِالصَّدْرِ

.....

۱۔ شرح نہج البلاغہ، جلد ۳، صفحہ ۲۶۳۔

لشکر یزید کی جگہ اگر پہاڑ بھی ہوتے تو وہ بھی آپ کی بہادری کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔
آپ جب کھڑے ہو جاتے تھے تو سامنے سے تیر آنے لگتے تھے اور جب کبھی آگے بڑھنے لگتے تھے تو آپ کے سینہ
میں نیزے آگے لگنے لگتے تھے۔"
اور سید حیدر کا یہ شعر کتنا اچھا ہے :

دَكُّوا رُبَاهَا ثُمَّ قَالُوا لَهَا
وَقَدْ جَنَوْنَا۔ نَحْنُ مَكَانَ الرُّبَا!

"انہوں نے ٹیلوں کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے پھر جب اس پر بیٹھ گئے تو کہنے لگے ہم ٹیلے ہیں۔"
امام حسین نے فطرت بشری کی نادر استقامت و پائیداری کے ساتھ چیلنج پیش کرتے ہوئے موت کی کوئی پروا
نہ کی اور جب آپ پر دشمنوں کے تیروں کی بارش ہو رہی تھی تو اپنے اصحاب سے فرمایا: "قَوْمُارْحَمَكُمُ اللَّهُ إِلَى
الْمَوْتِ الَّذِي لَا بُدَّ مِنْهُ فَإِنَّ هَذِهِ السَّهَامَ رُسُلُ الْقَوْمِ إِلَيْكُمْ۔۔۔"۔
"تم پر خدا کی رحمت ہو اس موت کی جانب آگے بڑھو جس سے راہ فرار نہیں کیونکہ یہ تیر دشمنوں کی جانب
سے تمہارے لئے موت کا پیغام ہیں۔"

حضرت امام حسین کا اپنے اصحاب کو موت کی دعوت دینا گویا لذیذ چیز کی دعوت دینا تھا، جس کی لذت آپ
کے نزدیک حق تھی، چونکہ آپ باطل کو نیست و نابود کر کے ان کے سامنے پروردگار کی دلیل پیش کرنا چاہتے تھے
جو ان کی تخلیق کرنے والا ہے۔ (۱)

حضرت امام حسین کی ایک صفت کلام میں صاف گوئی سے کام لینا تھی، سلوک میں صراحت سے کام لینا، اپنی پوری زندگی کے کسی لمحہ میں بھی نہ کسی کے سامنے جھکے اور نہ ہی کسی کو دھوکہ دیا، نہ سست راستہ اختیار کیا، آپ نے ہمیشہ ایسا واضح راستہ اختیار فرمایا جو آپ کے زندہ ضمیر کے ساتھ منسلک تھا اور خود کو ان تمام چیزوں سے دور رکھا جن کا آپ کے دین اور خلق میں کوئی مقام نہیں تھا، یہ آپ کے واضح راستہ کا ہی اثر

.....

۱۔الامام حسین، صفحہ ۱۰۱۔

تھا کہ یثرب کے حاکم یزید نے آپ کو رات کی تاریکی میں بلایا، آپ کو معاویہ کے ہلاک ہونے کی خبر دی اور آپ سے رات کے گھپ اندھیرے میں یزید کے لئے بیعت طلب کی تو آپ نے یہ فرماتے ہوئے انکار کر دیا: "اے امیر، ہم اہل بیت نبوت ہیں، ہم معدن رسالت ہیں، اللہ نے ہم ہی سے دنیا کا آغاز کیا اور ہم پر ہی اس کا خاتمہ ہوگا، یزید فاسق و فاجر ہے، شارب الخمر ہے، نفس محترم کا قاتل ہے وہ متجاہر بالفسق ہے اور میرا جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔"

ان کلمات کے ذریعہ آپ کی صاف گوئی، بلندی مقام اور حق کی راہ میں ٹکرانے کی طاقت کشف ہوئی۔ آپ کی ذات میاسی صاف گوئی کی عادت کے موجود ہونے کا یہ اثر تھا کہ جب آپ عراق کی طرف جارہے تھے تو راستہ میں آپ کو مسلم بن عقیل کے انتقال اور ان کو اہل کوفہ کے رسوا و ذلیل کرنے کی دردناک خبر ملی تو آپ نے ان افراد سے جنہوں نے حق کی حمایت کا راستہ اختیار نہ کر کے عفو کا راستہ اختیار کیا فرمایا: "ہمارے شیعوں کو رسوا و ذلیل کیا تم میں سے جو جانا چاہے وہ چلا جائے، تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔۔"۔

لالچی افراد آپ سے جدا ہو گئے، صرف آپ کے ساتھ آپ کے منتخب اصحاب اور اہل بیت علیہم السلام (۱) باقی رہ گئے، آپ نے ان مشکل حالات میں دنیا پرست افراد سے اجتناب کیا جن میں آپ کو ناصر و مددگار کی ضرورت تھی، آپ نے سخت لمحات میں مکر و فریب سے اجتناب کیا آپ کا عقیدہ تھا کہ خدا پر ایمان رکھنے والے افراد کے لئے ایسا کرنا زیب نہیں دیتا۔

اسی صاف گوئی و صراحت کا اثر تھا کہ آپ نے محرم الحرام کی شب عاشورہ میں اپنے اہل بیت اور اصحاب کو جمع کر کے ان سے فرمایا کہ میں کل قتل کر دیا جائوں گا اور جو میرے ساتھ ہیں وہ بھی کل قتل کر دیے جائیں گے، آپ نے صاف طور پر ان کے سامنے اپنا امر بیان فرماتے ہوئے کہا کہ تم رات کی تاریکی میں مجھ سے جدا ہو جاؤ، تو اس عظیم خاندان نے آپ سے الگ ہونے سے منع کر دیا اور آپ کے سامنے شہادت پر مصر ہوئے۔

.....

حکومتیں ختم ہو گئیں بادشاہ اس دنیا سے چلے گئے لیکن یہ بلند اخلاق باقی رہنے کے حقدار ہیں جو کائنات میں ہمیشہ باقی رہیں گے، کیونکہ یہ بلند و بالا اور اہم نمونے ہیں جن کے بغیر انسان کریم و شفیق نہیں ہو سکتا۔

۵۔ حق کے سلسلہ میں استقامت

امام حسین کی اہم اور نمایاں صفت حق کے سلسلہ میں استقامت و پائیداری تھی، آپ نے حق کی خاطر اس مشکل راستہ کو طے کیا، باطل کے قلعوں کو مسمار اور ظلم و جور کو نیست و نابود کر دیا۔ آپ نے اپنے تمام مفاہیم میں حق کی بنیاد رکھی، تیربرستے ہوئے میدان کو سر کیا، تاکہ اسلامی وطن میں حق کا بول بالا ہو، سخت دلی کے موج مارنے والے سمندر سے امت کو نجات دی جائے جس کے اطراف میں باطل قواعد و ضوابط معین کئے گئے تھے، ظلم کا صفایا ہو، سرکشی کے آشیانہ کی فضا میں باطل کے اڈے، ظلم کے ٹھکانے اور سرکشی کے آشیانے وجود میں آگئے تھے، امام نے ان سب سے روگردانی کی ہے۔

امام نے امت کو باطل خرافات اور گمراہی میں غرق ہوتے دیکھا، آپ کی زندگی میں کوئی بھی مفہوم حق کے مفہوم سے زیادہ نمایاں شمار نہیں کیا جاتا تھا، آپ حق کا پرچم بلند کرنے کے لئے قربانی اور فدیہ کے میدان میں تشریف لائے، آپ نے اپنے اصحاب سے ملاقات کرتے وقت اس نورانی مقصد کا یوں اعلان فرمایا:

"کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ نہ حق پر عمل کیا جا رہا ہے اور نہ ہی باطل سے منع کیا جا رہا ہے، جس سے مومن اللہ سے ملاقات کرنے کے لئے راغب ہو۔۔۔"

امام حسین کی شخصیت میں حق کا عنصر موجود تھا، اور نبی اکرم نے آپ کی ذات میں اس کریم صفت کا مشاہدہ فرمایا تھا، (مورخین کے بقول) آپ ہمیشہ امام کے گلوئے مبارک کے بوسے لیا کرتے تھے جس سے کلمہ اللہ ادا ہوا اور وہ حسین جس نے ہمیشہ کلمہ حق کہا اور زمین پر عدل و حق کے چشمے بہائے۔

۶۔ صبر سید الشہدا کی ایک منفرد خاصیت

دنیا کے مصائب اور گردش ایام پر صبر کرنا ہے، آپ نے صبر کی مٹھاس اپنے بچپن سے چکھی، اپنے جد اور مادر گرامی کی مصیبتیں برداشت کیں، اپنے پدر بزرگوار پر آنے والی سخت مصیبتوں کا مشاہدہ کیا، اپنے برادر بزرگوار کے دور میں صبر کا گھونٹ پیا، ان کے لشکر کے ذریعہ آپ کو رسوا و ذلیل اور آپ سے غداری کرتے دیکھا یہاں تک کہ آپ صلح کرنے پر مجبور ہو گئے لیکن آپ اپنے برادر بزرگوار کے تمام آلام و مصائب میں شریک رہے، یہاں تک کہ معاویہ نے امام حسن کو زہر ہلاہل دیدیا، آپ اپنے بھائی کا جنازہ اپنے جد کے پہلو میں دفن کرنے کے لئے لے کر چلے تو بنی امیہ نے آپ کا راستہ روکا اور امام حسن کے جنازہ کو ان کے جد کے پہلو میں دفن نہیں ہونے دیا یہ آپ کے لئے سب سے بڑی مصیبت تھی۔

آپ کے لئے سب سے عظیم مصیبت جس پر آپ نے صبر کیا وہ اسلام کے اصول و قوانین پر عمل نہ کرنا تھانیز آپ کے لئے ایک بڑی مصیبت یہ تھی کہ آپ دیکھ رہے تھے کہ آپ کے جد بزرگوار کی طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کی

جا رہی ہیں جن کی بنا پر شریعت الہی مسخ ہو رہی تھی آپ نے اس المیہ کا بھی مشاہدہ کیا کہ آپ کے پدر بزرگوار پر منبروں سے سب و شتم کیا جارہا ہے نیز باغی " زیادہ شیعوں اور آپ کے چاہنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار رہا تھا چنانچہ آپ نے ان تمام مصائب و آلام پر صبر کیا ۔

جس سب سے سخت مصیبت پر آپ نے صبر کیا وہ دس محرم الحرام تھی مصیبتیں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں بلکہ مصیبتیں آپ کا طواف کر رہی تھیں آپ اپنی اولاد اور اہل بیت کے روشن و منورستاروں کے سامنے کھڑے تھے ، جب ان کی طرف تلواریں اور نیزے بڑھ رہے تھے تو آپ ان سے مخاطب ہو کر ان کو صبر اور استقامت کی تلقین کر رہے تھے : "اے میرے اہل بیت ! صبر کرو ، اے میرے چچا کے بیٹوں ! صبر کرو اس دن سے زیادہ سخت دن نہیں آئے گا ۔"

آپ نے اپنی حقیقی بہن عقیلہ بنی ہاشم کو دیکھا کہ میرے خطبہ کے بعد ان کا دل رنج و غم سے بیٹھا جارہا ہے تو آپ جلدی سے ان کے پاس آئے اور جو اللہ نے آپ کی قسمت میں لکھ دیا تھا اس پر ہمیشہ صبر و رضا سے پیش آنے کا حکم دیا ۔

سب سے زیادہ خوفناک اور غم انگیز چیز جس پر امام نے صبر کیا وہ بچوں اور اہل وعیال کا پیاس سے بلبلانا تھا ، جو پیاس کی شدت سے فریاد کر رہے تھے ، آپ ان کو صبر و استقامت کی تلقین کر رہے تھے اور ان کو یہ خبر دے رہے تھے کہ ان تمام مصائب و آلام کو سہنے کے بعد ان کا مستقبل روشن و منور ہو جائے گا ۔

آپ نے اس وقت بھی صبر کا مظاہرہ کیا جب تمام اعداء ایک دم ٹوٹ پڑے تھے اور چاروں طرف سے آپ کو نیزے و تلوار مار رہے تھے اور آپ کا جسم اطہر پیاس کی شدت سے بے تاب ہو رہا تھا ۔

عاشور کے دن آپ کے صبر و استقامت کو انسانیت نے نہ پہچانا ۔

اربلی کا کہنا ہے : "امام حسین کی شجاعت کو نمونہ کے طور پر بیان کیا جا تا ہے اور جنگ و جدل میں آپ کے صبر کو گذشتہ اور آنے والی نسلیں سمجھنے سے عاجز ہیں ۔" (۱)

بیشک وہ کو نسا انسان ہے جو ایک مصیبت پڑنے پر صبر ، عزم اور قوت نفس کے دامن کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور اپنے کمزور نفس کے سامنے تسلیم ہو جاتا ہے لیکن امام حسین نے مصیبتوں میں کسی سے کوئی مدد نہیں مانگی ، آپ نے انتہائی صبر سے کام لیا اگر امام پر پڑنے والی مصیبتوں میں سے اگر کوئی مصیبت کسی دوسرے شخص پر پڑتی تو وہ انسان کتنا بھی صبر کرتا پھر بھی اس کی طاقتیں جواب دے جاتیں لیکن امام کی پیشانی پر بل تک نہ آیا ۔

مورخین کا کہنا ہے : آپ اس عمل میں منفرد تھے ، آپ پر پڑنے والی کوئی بھی مصیبت آپ کے عزم میں کوئی رکاوٹ نہ لا سکی ، آپ کا فرزند ارجمند آپ کی زندگی میں مارا گیا لیکن آپ نے اس پر ذرا بھی رنجیدگی کا اظہار نہیں کیا آپ سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا : "بیشک ہم اہل بیت اللہ سے سوال کرتے ہیں تو وہ ہم کو عطا کرتا ہے اور جب وہ ہم سے ہماری محبوب چیز کو لینا چاہتا ہے تو ہم اس پر راضی رہتے ہیں ۔" (۲)

آپ ہمیشہ اللہ کی قضا و قدر پر راضی رہے اور اس کے حکم کے سامنے تسلیم رہے ، یہی اسلام کا جوہر اور ایمان کی انتہا ہے ۔

۷۔ حلم

امام حسین کی بلند صفت اور آپ کے نمایاں خصوصیات میں سے ایک صفت حلم و بردباری ہے چنانچہ (راویوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ) برائی کرنے والے کا اس کی برائی سے اور گناہگار کا اس کے

.....

۱۔ کشف الغمہ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۹۔

۲۔ الاصابہ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۲۔

گناہ سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا، آپ سب کے ساتھ نیکی سے پیش آتے ان کو امر بالمعروف کیا کرتے تھے، حلم کے سلسلہ میں آپ کی شان آپ کے جد رسول اللہ کے مثل تھی جن کے اخلاق و فضائل تمام انسانوں کے لئے تھے، چنانچہ آپ اس صفت کے ذریعہ مشہور و معروف ہوئے اور آپ کے بعض اصحاب نے اس صفت کو عروج پر پہنچایا، جو آپ کے ساتھ برائی سے پیش آتا آپ اس پر صلہ رحم کرتے اور احسان فرماتے۔
مورخین کا کہنا ہے: آپ کے بعض موالی ایسی جنایت کرتے تھے جو تادیب کا سبب ہوتی تھی تو امام ان کو تادیب کرنے کا حکم دیتے تھے، ایک غلام نے آپ سے عرض کیا: اے میرے مولا و سردار خدا فرماتا ہے: (والکاظمین الغیظ) امام حسین نے اپنی فیاضی پر مسکراتے ہوئے فرمایا: خُلُوعَانِه، فَقَدْ كَظَمْتَ غِيظِي ---۔ "اس کو آزاد کردو میں نے اپنے غصہ کو پی لیا ہے۔"

غلام نے جلدی سے کہا: (والعافین عن الناس)۔ "اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں"

"قد عفوت عنک"، (میں نے تجھے معاف کر دیا)۔

غلام نے مزید احسان کی خواہش کرتے ہوئے کہا: (واللہ یحبُّ المحسنین) (۱) "اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

"انت حرّ لوجه اللہ ---۔" "تو خدا کی راہ میں آزاد ہے"

پھر آپ نے اس کو ایسا انعام و اکرام دیا کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کر سکے۔

یہ آپ کا ایسا خُلق عظیم ہے جو کبھی آپ سے جدا نہیں ہوا اور آپ ہمیشہ حلم سے پیش آتے رہے۔

۸۔ تواضع

امام حسین بہت زیادہ متواضع تھے اور انانیت اور تکبر آپ کے پاس تک نہیں پہنچتا تھا، یہ صفت آپ کو اپنے جد بزرگوار رسول اسلام سے میراث میں ملی تھی جنہوں نے زمین پر فضائل اور بلند اخلاق کے اصول قائم کئے۔
راویوں نے آپ کے بلند اخلاق اور تواضع کے متعلق متعدد واقعات بیان کئے ہیں، ہم ان میں سے ذیل میں چند واقعات بیان کر رہے ہیں:

.....

۱۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۴۔

۱۔ آپ کا مسکینوں کے پاس سے گذر ہوا جو کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے آپ کو کھانا کھانے کے لئے کہا تو آپ اپنے

مرکب سے اتر گئے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا، پھر ان سے فرمایا: "میں نے تمہاری دعوت قبول کی تو تم میری دعوت قبول کر و" انہوں نے آپ کے کلام پر لبیک کہا اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر تک آئے آپ نے اپنی زوجہ رباب سے فرمایا: "جو کچھ گھر میں موجود ہے وہ لا کر دیدو"۔ انہوں نے جو کچھ گھر میں رقم تھی وہ لا کر آپ کے حوالہ کر دی اور آپ نے وہ رقم ان سب کو دیدی۔ (۱)

۲۔ ایک مرتبہ آپ ان فقیروں کے پاس سے گذرے جو صدقہ کا کھانا کھا رہے تھے، آپ نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی تو آپ ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے فرمایا: "اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں آپ لوگوں کے ساتھ کھاتا" پھر آپ ان کو اپنے گھر تک لے کر آئے ان کو کھانا کھلایا، کپڑا دیا اور ان کو درہم دینے کا حکم دیا۔ (۲)

اس سلسلہ میں آپ نے اپنے جد رسول اللہ کی اقتدا فرمائی، ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہوئے، (مورخین کا کہنا ہے کہ) آپ غریبوں کے ساتھ مل جل کر رہتے اور ان کے ساتھ اٹھتے اور بیٹھتے تھے ہمیشہ ان پر احسان فرماتے ان سے نیکی سے پیش آتے تھے یہاں تک کہ فقیر اپنے فقر سے بغاوت نہ کرتا اور مالدار اپنی دولت میں بخل نہیں کرتا تھا۔

.....

۱۔ تاریخ ابن عساکر، جلد ۱۳، صفحہ ۵۴۔

۲۔ اعیان الشیعہ، جلد ۴، صفحہ ۱۱۰۔

وعظ و ارشاد

امام حسین ہمیشہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے جیسا کہ آپ سے پہلے آپ کے پدر بزرگوار لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے، جس سے ان کا ہدف لوگوں کے دلوں میں اچھا ئی کی رشد و نمو کرنا، ان کو حق اور خیر کی طرف متوجہ کرنا اور ان سے شر، غرور اور غصہ وغیرہ کو دور کرنا تھا۔ ہم ذیل میں آپ کی چند نصیحت بیان کر رہے ہیں :

امام کا فرمان ہے: "اے ابن آدم! غور و فکر کر اور کہہ: دنیا کے بادشاہ اور ان کے ارباب کہاں ہیجود دنیا میں آباد تھے انہوں نے زمین میں بیلچے مارے اس میں درخت لگائے، شہروں کو آباد کیا اور سب کچھ کر چلے گئے جبکہ وہ جانا نہیں چاہتے تھے، ان کی جگہ پر دوسرے افراد آگئے اور ہم بھی عنقریب اُن کے پاس جانے والے ہیں۔"

اے فرزند آدم! اپنی موت کو یاد کر اور اپنی قبر میں سونے کو یاد رکھ اور خدا کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد کر، جب تیرے اعضاء و جوارح تیرے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے اور اس دن قدم لڑکھڑا رہے ہوں گے، دل حلق تک آگئے ہوں گے، کچھ لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے اور کچھ رو سیاہ ہوں گے، ہر طرح کے راز ظاہر ہو جائیں گے اور عدل و انصاف کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

اے فرزند آدم! اپنے آباء و اجداد کو یاد کر اور اپنی اولاد کے بارے میں سوچ کہ وہ کس طرح کے تھے اور کہاں گئے اور گویا عنقریب تم بھی اُن ہی کے پاس پہنچ جاؤ گے اور عبرت لینے والوں کے لئے عبرت بن جاؤ گے۔"

پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے :

ابن الملوک التی عن حفظها غفلت
حتی سقاها بکأس الموت ساقیها؟

تلک المدائن فی الآفاق خالیة
عادت خراباً وذاق المَوْتِ بانیها

أموالنا لذو الوراث نَجَمَعُها
وَدُورُنَا لخراب الدهر نَبْنِیها" (۱)

"وہ بادشاہ کہاں گئے جو ان محلوں کی حفاظت سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ موت نے اُن کو اپنی آغوش میں لے لیا ؟

وہ دور دراز کے شہر ویران ہو گئے اور ان کو بسانے والے موت کا مزہ چکھ چکے ۔
ہم دولت کو وارثوں کے لئے اکٹھا کرتے ہیں اور اپنے گھر تباہ ہونے کے لئے بناتے ہیں ۔"
یہ بہت سے وہ وعظ و نصیحت تھے جن سے آپ کا ہدف اور مقصد لوگوں کی اصلاح ان کو تہذیب و تمدن سے آراستہ کرنا اور خواہشات نفس اور شر سے دور رکھنا تھا ۔

.....

۱۔ الارشاد (دیلمی)، جلد ۱، صفحہ ۲۸۔

اقوال زرّین

پروردگار عالم نے امام حسین کو حکمت اور فصل الخطاب عطا فرمایا تھا، آپ اپنی زبان مبارک سے مواعظ، آداب اور تمام اسوئہ حسنہ بیان فرماتے تھے، آپ کی حکمت کے بعض کلمات قصار یہ ہیں :

۱۔ امام حسین کا فرمان ہے : "تم عذر خواہی کر نے سے پرہیز کرو، بیشک مو من نہ برا کام انجام دیتا ہے اور نہ ہی عذر خواہی کرتا ہے، اور منافق ہر روز برائی کرتا ہے اور عذر خواہی کرتا ہے۔۔۔" (۱)

۲۔ امام حسین فرماتے ہیں : "عاقل اس شخص سے گفتگو نہیں کرتا جس سے اسے اپنی تکذیب کا ڈر ہو، اس چیز کے متعلق سوال نہیں کرتا جس کے اسے انکار کا ڈر ہو، اس شخص پر اعتماد نہیں کرتا جس کے دھوکہ دینے کا اسے خوف ہو اور اس چیز کی امید نہیں کرتا جس کی امید پر اسے اطمینان نہ ہو۔۔۔" (۲)

۳۔ امام حسین کا فرمان ہے : "پانچ چیزیں ایسی ہیں اگر وہ کسی میں نہ ہوں تو اس میں بہت سے نیک صفات نہیں ہوں گے عقل، دین، ادب، حیا اور حُسن خلق"۔ (۳)

۴۔ امام حسین فرماتے ہیں : "بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل سے کام لے"۔ (۴)

۵۔ امام حسین فرماتے ہیں : "ذلت کی زند گی سے عزت کی موت بہتر ہے"۔ (۵)

۶۔ امام نے اس شخص سے فرمایا جو آپ سے کسی دوسرے شخص کی غیبت کر رہا تھا : "اے شخص غیبت کرنے سے باز آجا، بیشک یہ کتوں کی غذا ہے"۔ (۶)

حضرت امام حسین اور عمر

امام حسین ابھی جوان ہی تھے آپ جب بھی عمر کے پاس سے گذرتے تھے تو بہت ہی غمگین ورنجیدہ

.....

۱۔ تحف العقول، صفحہ ۲۴۶۔

۲۔ ریحانة الرسول، صفحہ ۵۵۔

۳۔ ریحانة الرسول، صفحہ ۵۵۔

۴۔ ریحانة الرسول، صفحہ ۵۵۔

۵۔ تحف العقول، صفحہ ۲۴۶۔

۶۔ تحف العقول، صفحہ ۲۴۵۔

رہتے تھے، چونکہ وہ آپ کے پدر بزرگوار کی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا ایک بار عمر منبر پر بیٹھا ہوا خطبہ دے رہا تھا تو امام حسین نے منبر کے پاس جا کر اس سے کہا : "میرے باپ کے منبر سے اتر اور اپنے باپ کے منبر پر جا کر بیٹھ۔۔۔"

امام حسین کے اس صواب دید پر عمر ہکا بکا رہ گیا اور آپ کی تصدیق کرتے ہوئے کہنے لگا :
آپ نے سچ کہا میرے باپ کے پاس منبر ہی نہیں تھا۔۔۔

عمر نے آپ کو اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے آپ سے سوال کیا کہ آپ کو یہ بات کہنے کے لئے کس نے بھیجا: آپ کو اس بات کی کس نے تعلیم دی ؟

"خدا کی قسم مجھے یہ بات کسی نے نہیں سکھا ئی ۔"

امام حسین بچپن میں ہی بہت زیادہ با شعور تھے، آپ نے اپنے جد کے منبر کے شایان شان اپنے پدر بزرگوار کے علاوہ کسی کو نہیں پایا جو حکمت کے رائد اور نبی کے علم کے شہر کا دروازہ ہیں ۔

حضرت امام حسین معاویہ کے ساتھ

امت معاویہ کا شکار ہو کر رہ گئی، اس کے ڈرائونے حکم کے سامنے تسلیم ہو گئی، جس میفکری اور معاشرتی حقد و کینہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور جو کچھ اسلام نے امت کی اونچے پیمانہ پر تربیت اور ایسے بہترین اخلاق سے آراستہ کیا تھا اس کو امت کے دلوں سے نکال کر دور پھینک دیا اور اس نے مندرجہ ذیل سیاسی قوانین معین کئے :

۱۔ اس نے اسلام کے متعلق سعی و کو شش کرنے والے ارکان حجر بن عدی، میثم تمار، رشید ہجری، عمرو بن الحمق خزاعی اور ان کے مانند اسلام کی بڑی بڑی شخصیتوں کو ہلاک کرنے کی ٹھان لی اور ان کو قربان گاہ میں لا کر قتل کر دیا، کیونکہ انہوں نے اس کے حکم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور وہ اس کی ظلم و استبداد سے بھری ہوئی سیاست سے ہلاک ہوئے ۔

۲۔ اس نے اہل بیت کی اہمیت کو کم کرنا چاہا جو اسلام اور معاشرہ کے لئے مرکزی حیثیت رکھتے تھے اور جو امت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا چاہتے تھے، اس امت کو ان سے حساس طور پر متعصب کر دیا، امت کے لئے مسلمانوں پر سب و شتم کرنا واجب قرار دیا، ان کے بغض کو اسلامی حیات کا حصہ قرار دیا، اس نے اہل بیت کی شان و منزلت کو گھٹانے کیلئے تعلیم و تربیت اور وعظ و ارشاد کا نظام معین کیا اور ان (اہل بیت) پر منبروں سے نماز جمعہ اور عیدین وغیرہ میسب و شتم کرنا واجب قرار دیا ۔

۳۔ اسلام کے واقعی نور میں تغیر و تبدل کیا، تمام مفاہیم و تصورات کو بدل ڈالا، اس نے رسول خدا سے منسوب کر کے احادیث گڑھنے والے معین کئے، حدیث گڑھنے والے عقل اور سنت کے خلاف احادیث گڑھ کر بہت خوش ہوتے تھے، بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ان گڑھی ہوئی احادیث کو صحاح وغیرہ میں لکھ دیا گیا، جن کتابوں کو بعض مؤلفین لکھنے کیلئے مجبور و ناچار ہو گئے اور ان میں ان گڑھی ہوئی احادیث کو مدوّن کیا جو ان گڑھی ہوئی باتوں پر دلالت کرتی ہیں، ہمارے خیال میں یہ خوفناک نقشہ ایسی سب سے بڑی مصیبت ہے جس میں مسلمان گرفتار ہوئے اور مسلمان ان گڑھی ہوئی احادیث پر یہ عقیدہ رکھنے لگے کہ یہ ان کے دین کا جزء ہے اور وہ ان احادیث سے بری الذمہ ہیں ۔

امام حسین کا معاویہ کے ساتھ مذاکرہ

امام حسین نے معاویہ سے سخت لہجہ میں مذاکرہ کیا جس سے اس کی سیاہ سیاست کا پردہ فاش ہو اجو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کے با لکل مخالف تھی اور جس میں اسلام کے بزرگان کے قتل کی خبریں مخفی تھیں، یہ معاویہ کی سیاست کا ایک اہم وثیقہ تھا جو معاویہ کے جرائم اور اس کی ہلاکت پر مشتمل تھا ، ہم نے اس کو تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب (حیۃ الامام الحسین) میں بیان کیا ہے ۔

مکہ معظمہ میں سیاسی اجلاس

امام حسین نے مکہ میں ایک سیاسی اور عمو می اجلاس منعقد کیا جس میں حج کے زمانہ میں آئے ہوئے تمام مہاجرین و انصار وغیرہ اور کثیر تعداد نے شرکت کی ،امام حسین نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا ، سرکش و باغی معاویہ کے زمانہ میں عترت رسول پر ڈھا ئے جانے والے مصائب و ظلم و ستم کے سلسلہ میں گفتگو فر ما ئی آپ کے خطبہ کے چند فقرے یہ ہیں :

"اس سرکش (معاویہ) نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے ساتھ وہ کام انجام دئے جس کو تم نے دیکھا ،جس سے تم آگاہ ہو اور شاہد ہو ،اب میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کر نا چا ہتا ہوں ، اگر میں نے سچ بات کہی تو میری تصدیق کرنا اور اگر جھوٹ کہا تو میری تکذیب کرنا ،میری بات سنو ، میرا قول لکھو ،پھر جب تم اپنے شہروں اور قبیلوں میں جائو تو لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور اس پر اعتماد کرے تو تم اس کو ہمارے حق کے سلسلہ میں جو کچھ جانتے ہو اس سے آگاہ کرو اور اس کی طرف دعوت دو میں اس بات سے خوف کھاتا ہوں کہ اس امر کی تم کو تعلیم دی جائے اور یہ امر مغلوب ہو کر رہ جا ئے اور خدا وند عالم اپنے نور کو کا مل کر نے والا ہے چاہے یہ بات کفار کو کتنی ہی نا گوار کیوں نہ ہو ۔"

اجلاس کے آخر میں امام نے اہل بیت کے فضائل ذکر کئے جبکہ معاویہ نے اُن پر پردہ ڈالنا چاہا،اسلام میں منعقد ہونے والا یہ پہلا سیمینار تھا ۔

آپ کا یزید کی ولیعہدی کی مذمت کرنا

معاویہ نے یزید کو مسلمانوں کا خلیفہ معین کرنے کی بہت کوشش کی ،بادشاہت کو اپنی ذریت و نسل میں قرار دینے کے تمام امکانات فراہم کئے ،امام حسین نے اس کی سختی سے مخالفت کی اور اس کا انکار کیا چونکہ یزید میں مسلمانوں کا خلیفہ بننے کی ایک بھی صفت نہیں تھی اور امام حسین نے اس کے صفات یوں بیان فرمائے : وہ شرابی شکارچی،شیطان کا مطیع و فرماں بردار ،رحمن کی طاعت نہ کرنے والا ،فساد برپا کرنے والا،حدود الہی کو معطل کرنے والا ، مال غنیمت میں ذاتی طور پر تصرف کرنے والا حلال خدا کو حرام،اور حرام خدا کو حلال کرنے والا ہے(۱) معاویہ نے امام حسین کو ہر طریقہ سے اس کے بیٹے یزید کی بیعت کرنے کیلئے قانع کر نا چاہا ،اس کے علاوہ اس کے پاس کو ئی اور چارہ نہیں تھا ۔

معاویہ کی ہلاکت

جب باغی معاویہ ہلاک ہو ا تو حاکم مدینہ ولید نے یزید کی بیعت لینے کیلئے امام حسین کو بلا بھیجا ، امام نے اس کا انکار کیا اور اس سے فرمایا: "ہم اہل بیت نبوت ، معدن رسالت اور مختلف الملائکہ ہیں، ہم ہی سے اللہ نے آغاز کیا اور ہم ہی پر اختتام ہوگا اور یزید فاسق ، شرابی ، نفس محترم کا قتل کرنے والا، متجاہر بالفسق (کھلم کھلا گناہ کرنے والا) ہے اور مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا "۔ (۲)

.....

۱۔ تاریخ ابن اثیر، جلد ۲، صفحہ ۵۵۳۔

۲۔ حیاۃ الامام حسین ، جلد ۲، صفحہ ۲۵۵۔ (نقل شدہ کتاب الفتوح جلد ۵، صفحہ ۱۸)۔

جس طرح خاندان نبوت کے تمام افراد نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اسی طرح امام حسین نے بھی اپنے بزرگوں کی اتباع کرتے ہوئے یزید کی بیعت کرنے سے انکار فرمادیا ۔

حضرت امام حسین کا انقلاب

امام حسین نے مسلمانوں کی کرامت و شرف کو پلٹانے ، ان کو امویوں کے ظلم و ستم سے نجات دینے کیلئے یزید کے خلاف ایک بہت بڑا انقلاب برپا کیا ، آپ نے اپنے اغراض و مقاصد کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: " انی لم اخرج... " "میں سرکشی ، طغیان ، ظلم اور فساد کیلئے نہیں نکلا میں اپنے نانا کی امت میں اصلاح کیلئے نکلا ہوں ، میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں میں اپنے نانا اور بابا کی روش پر چلنا چاہتا ہوں "۔ امام حسین نے اپنا انقلاب اس لئے جاری رکھا تاکہ آپ ملکوں میں اصلاحی اقدامات کی بنیاد رکھیں ، لوگوں کے مابین معاشرہ میں حق کا بول بالا ہو ، اور وہ خوفناک منفی پہلو ختم ہو جائیں جن کو اموی حکام نے اسلامی حیات میں نافذ کر رکھا تھا ۔

جب امام حسین نے حجاز کو چھوڑ کر عراق جانے کا قصد کیا تو لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا، بیت اللہ الحرام میں خلق کثیر جمع ہو گئی ، آپ نے ان کے درمیان ایک جاودانہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس کے چند جملے یہ ہیں : "الحمد لله، وما شاء الله... " "تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں ، ہر چیز مشیت الہی کے مطابق ہے خدا کی مرضی کے بغیر کوئی قوت نہیں ، خدا کا درود و سلام اپنے نبی پر ، لوگوں کے لئے موت اسی طرح مقدر ہے جس طرح جوان عورت کے گلے میں ہار ہمیشہ رہتا ہے ، مجھے اپنے آباء واجداد سے ملنے کا اسی طرح شوق ہے جس طرح یعقوب ، یوسف سے ملنے کیلئے بے چین تھے ، مجھے راہ خدا میں جان دینے کا اختیار دیدیا گیا ہے اور میں ایسا ہی کرونگا ، میں دیکھ رہا ہوں کہ میدان کربلا میں میرا بدن پاش پاس کردیا جائے گا ، اور میری لاش کی بے حرمتی کی جائے گی ، میں اس فیصلہ پر راضی ہوں ، خدا کی خوشنودی ہم اہل بیت کی خوشنودی ہے ، ہم خدا کے امتحان پر صبر کریں گے خدا ہم کو صابرين کا اجر عطا فرمائے گا ، رسول خدا سے آپ کے بدن کا ٹکڑا جدا نہیں ہو سکتا ، بروز قیامت آپ کے بدن کے ٹکڑے اکٹھے کر دئے جائیں گے جن کی بنا پر آپ خوش ہوں گے اور اُن کے ذریعہ آپ کا وعدہ پورا ہوگا ، لہذا جو ہمارے ساتھ اپنی جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہو اور خدا سے ملاقات کیلئے آمادہ ہو وہ ہمارے ساتھ چلنے کے لئے تیار رہے کہ میں کل صبح روانہ ہوجائوں گا "۔

ہم نے اس سے فصیح و بلیغ خطبہ نہیں دیکھا ، امام نے اپنے شہادت کے ارادہ کا اظہار فرمایا، اللہ کی راہ میں

گی کو کوئی اہمیت نہیں دی، موت کا استقبال کیا، موت کو انسان کی زینت کیلئے اس کے گلے کے ہار سے زینت کے مانند قرار دیا جو ہار لڑکیوں کی گردن کی زینت ہوتا ہے، زمین کے اس جگہ کا تعارف کرایا جہاں پر آپ کا پاک و پاکیزہ خون بہے گا، یہ جگہ نواویس اور کربلا کے درمیان ہے اس مقام پر تلواریں اور نیزے آپ کے جسم طاہر پر لگیں گے، ہم اس خطبہ کی تحلیل اور اس کے کچھ گوشوں کا تذکرہ کتاب "حیۃ الامام الحسین" میں کرچکے ہیں۔

جب صبح نمودار ہوئی تو امام حسین نے عراق کا رخ کیا، آپ اپنی سواری کے ذریعہ کربلا پہنچے، آپ نے شہادت کے درجہ پر فائز ہونے کے لئے وہیں پر قیام کیا، تاکہ آپ اپنے جد کے اس دین کو زندہ کرسکیں جس کو بنی امیہ کے سر پہرے بھیڑیوں نے مٹانے کی ٹھان رکھی تھی۔

شہادت

فرزند رسول پر یکے بعد دیگرے مصیبتیں ٹوٹتی رہیں، غم میں مبتلا کرنے والا ایک واقعہ تمام نہیں ہوتا تھا کہ اس سے سخت غم واندوہ میں مبتلا کرنے والے واقعات ٹوٹ پڑتے تھے۔ امام حسین نے ان سخت لمحات میں بھی اس طرح مصائب کا سامنا کیا جیسا آپ سے پہلے کسی دینی رہنما نے نہیں کیا تھا چنانچہ اُن سخت لمحات میں سے کچھ سخت ترین لمحات یہ ہیں :

۱. آپ مخدرات رسالت اور نبی کی ناموس کو اتنا خو فزدہ دیکھ رہے تھے جس کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، ہر لمحہ ان کو یہ خیال تھا کہ ان کی عترت کا ایک ایک ستارہ اپنے پاک خون میں ڈوب جائے گا، جیسے ہی وہ آخری رخصت کو آئیں گے ان کا خوف و دہشت اور بڑھ جا ئیگا چونکہ بے رحم دشمن ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے، انہیبہ نہیں معلوم تھا کہ والی و وارث کی شہادت کے بعد ان پر کیا گذرے گی، امام ان پر آنے والی تمام مصیبتوں سے آگاہ تھے، لہذا آپ کا دل رنج و حسرت سے محزون ہو رہا تھا، آپ ہمیشہ ان کو صبر و استقامت و پائیداری اور آہ و بکا کے ذریعہ اپنی عزت و آبرو میں کمی نہ آنے دینے کا حکم فرما رہے تھے اور ان کو یہ تعلیم دے رہے تھے کہ خداوند عالم تم کو دشمنوں کے شر سے بچائے گا اور تمہاری حفاظت کرے گا۔

۲. بچے مار ڈالنے والی پیاس کی وجہ سے جاں بلب تھے، جن کا کوئی فریادرس نہیں تھا، آپ کا عظیم قلب اپنے اطفال اور اہل و عیال پر رحم و عطوفت کی خاطر پگھل رہا تھا اور بچے اپنی طاقت سے زیادہ مصیبت کا سامنا کر رہے تھے۔

۳. مجرمین اشقیاء کا آپ کے اصحاب اور اہل بیت کو قتل کرنے کے بعد آپ کے بھتیجوں اور بھانجوں کے قتل کرنے کیلئے آگے بڑھ رہے تھے۔

۴. آپ نے شدت کی پیاس برداشت کی، مروی ہے کہ آپ کو آسمان پر دھوئیں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، شدت پیاس سے آپ کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

شیخ شوستری کا کہنا ہے : امام حسین کے چار اعضاء سے پیاس کا اظہار ہو رہا تھا: پیاس کی شدت کی وجہ سے

آپ کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے، آپ کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا جیسا کہ خود آپ کا فرمان ہے جب آپ کھڑے ہوئے موت کے منتظر تھے اور آپ جانتے تھے کہ اس کے بعد مجھے زندہ نہیں رہنا ہے تو آپ نے یوپیاس کا اظہار فرمایا: "مجھے پانی کا ایک قطرہ دیدو، پیاس کی وجہ سے میرا جگر چھلنی ہو گیا ہے"، آپ کی زبان میں کا نٹے پڑ گئے تھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ (۱)

۵۔ جب آپ کے اہل بیت اور اصحاب شہید ہو گئے تو آپ نے اپنے خیموں کی طرف دیکھا تو ان کو خالی پایا اور زور سے رونے لگے۔

فرزند رسول پر پڑنے والے ان تمام مصائب و آلام کو دیکھنے اور سننے کے بعد انسان کا نفس حسرت و یاس سے پگھل جاتا ہے۔

صفی الدین کا کہنا ہے: امام حسین نے جو مصائب و آلام برداشت کئے ان کو سننے کی دنیا کے کسی مسلمان میں طاقت نہیں ہے اور ایسا ممکن نہیں ہے کہ ان کو سن کر اس کا دل پگھل نہ جائے۔ (۲)

.....

۱۔ الخصائص الحسينية، صفحہ ۶۰۔

۲۔ حياة الامام حسين، جلد ۳، صفحہ ۳۷۴۔

امام کا استغاثہ امتحان دینے والے امام حسین نے اپنے اہل بیت اور اصحاب پر رنج و غم اور حسرت بھری نگاہ ڈالی، تو آپ نے مشاہدہ کیا کہ جس طرح حلال گوشت جانور ذبح ہونے کے بعد اپنے ہاتھ پیر زمین مارتا ہے وہ سب آفتاب کی شدت تمازت سے کربلا کی گرم ریت پر بلک رہے ہیں، آپ نے اپنے اہل و عیال کو بلند آواز سے گریہ کرتے دیکھا تو آپ نے حرم رسول کا حامی و مددگار مل جانے کے لئے یوں فریاد کرنا شروع کی: "ہل من ذاب یذب عن حرم رسول اللہ؟ ہل من موحد یخاف اللہ فینا؟ ہل من مغیث یرجو اللہ فی اغاثتنا؟"۔ (۱)

اس استغاثہ و فریاد کا آپ پر ظلم و ستم کرنے اور گناہوں میں غرق ہونے والوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔ جب امام زین العابدین نے اپنے والد بزرگوار کی آواز استغاثہ سنی تو آپ اپنے بستر سے اٹھ کر شدت مرض کی وجہ سے عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، امام حسین نے ان کو دیکھا اور اپنی بہن سیدہ ام کلثوم سے بلند آواز میں کہا: "ان کو روکو، کہیں زمین نسل آل محمد سے خالی نہ ہو جائے"، اور جلدی سے آگے بڑھ کر امام کو ان کے بستر پر لٹادیا۔ (۲)

شیر خوار کی شہادت

ابو عبد اللہ کے صبر جیسا کہ نسا صبر ہو سکتا ہے؟ آپ نے یہ تمام مصائب کیسے برداشت کئے؟ آپ کے صبر سے کائنات عاجز ہے، آپ کے صبر سے پہاڑ کانپ گئے، آپ کے نزدیک سب سے زیادہ دردناک مصیبت آپ کے فرزند عبد اللہ شیر خوار کی مصیبت تھی جو بدر منیر کے مانند تھا، آپ نے اس کو آغوش میں لیا بہت زیادہ پیار

کیا آخری مرتبہ الوداع کیا، اس پر بیہوشی طاری تھی، آنکھیں نیچے دھنس گئی تھیں، ہونٹ پیاس کی وجہ سے خشک ہو گئے تھے، آپ نے اس کو ہاتھوپر لیا اور آفتاب کی تمازت سے بچانے کیلئے اس پر عبا کا دامن اڑھا کر قوم کے سامنے لے گئے، شاید وہ رحم کھا کر اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دیں، آپ نے

.....

۱۔ دررالافکار فی وصف الصفوة الاخيار، ابوالفتح ابن صدقہ، صفحہ ۳۸۔

۲۔ مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴، صفحہ ۲۲۲۔

ان سے بچہ کے لئے پانی طلب کیا، ان مسخ شدہ لوگوں کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا، باغی لعین حرمہ بن کابل نے چلہ کمان میں تیر جوڑا، اس نے ہنستے ہوئے اپنے لعین دوستوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہا: اس کو پکڑو ابھی پانی پلاتا ہوں۔

(اے خدا!) اس نے بچہ کی گردن پر تیر مارا جیسے ہی بچہ کی گردن پر تیر لگا تو اس کے دونوں ہاتھ قماط (نو زائیدہ بچہ کے لپیٹنے کا کپڑا) سے باہر نکل گئے، بچہ اپنے باپ کے سینہ پر ذبح کئے ہوئے پرندے کی طرح تڑپنے لگا، اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور باپ کے ہاتھوں پر دم توڑ دیا۔۔۔ یہ وہ منظر تھا جسے دیکھ کر دل پھٹ جاتے ہیں اور زبانوں پر تالے لگ جاتے ہیں، امام نے پاک خون سے بھرے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر وہ خون آسمان کی جانب پھینک دیا اور ایک قطرہ بھی واپس زمین پر نہ آیا، جیسا کہ امام محمد باقر کا فرمان ہے کہ امام نے اپنے پرور دگار سے یوں مناجات فرمائی:

"ہوئے۔۔۔" میری مصیبتیں اس بنا پر آسان ہیں کہ اُن کو خدا دیکھ رہا ہے، خدایا تیرے نزدیک یہ مصیبتیں ناقہ صالح کی قربانی سے کم نہیں ہونا چاہئیں خدایا اگر تونے ہم سے کامیابی کو روک رکھا ہے تو اس مصیبت کو بہترین اجر کا سبب قرار دے، ظالمین سے ہمارا انتقام لے، دنیا میں نازل ہونے والی مصیبتوں کو آخرت کیلئے ذخیرہ قرار دے، خدایا تو دیکھ رہا ہے کہ ان لوگوں نے تیرے رسول کی شبیہ کو قتل کر ڈالا ہے۔"

امام حسین اپنے مر کب سے نیچے تشریف لائے اور اپنے پاک خون میں لت پت شیرخوار بچہ کے لئے تلوار کی نیام سے قبر کھود کر اس میں دفن کر دیا ایک قول یہ ہے کہ آپ نے شیر خوار کو شہداء کے برابر میں لٹا دیا (۱) اے حسین! خدا نے آپ کو ان مصیبتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ دیا، ایسی مصیبت کے ذریعہ کسی نبی کا امتحان نہیں لیا گیا اور ایسی مصیبتیں روئے زمین پر کسی مصلح پر نہیں پڑیں۔

امام کی ثابت قدمی امام تن تنہا میدان میں دشمنوں کے سامنے کھڑے رہے اور بڑے بڑے مصائب کی وجہ سے

.....

۱۔ مقتل الحسين مقرر، صفحہ ۳۳۳۔

آپ کے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا رہا آپ مسکرا رہے تھے اور آپ کو فردوس اعلیٰ کی منزلوں پر اعتماد تھا۔ نہ آپ کی اولاد، اہل بیت اور اصحاب کے شہید ہو جانے سے آپ کی استقامت و پائیداری میں کوئی کمی آئی اور نہ

ہی پیاس کی شدت اور خون بہہ جانے کا آپ پر کوئی اثر ہوا آپ ان انبیاء اور اولی العزم رسولوں کی طرح ثابت قدم رہے جن کو اللہ نے اپنے بقیہ بندوں پر برتری دی ہے ، آپ کے فرزند ارجمند امام زین العابدین اپنے پدر بزرگوار کے صبر اور استقامت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: "جیسے جیسے مصائب میں شدت ہوتی جا رہی تھی آپ کے چہرے کا رنگ چمکتا جا رہا تھا ، آپ کے اعضا و جوارح مطمئن ہوتے جا رہے تھے ، بعض لوگ کہہ رہے تھے : دیکھو انہیں موت کی بالکل پروا نہیں ہے ۔" (۱)

عبد اللہ بن عمار سے روایت ہے : جب دشمنوں نے جمع ہو کر آپ پر حملہ کیا تو آپ نے میمنہ پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ آپ سے شکست کھا گئے خدا کی قسم مینے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس کی اولاد اور اصحاب قتل کر دئے گئے ہوں اور امام جیسی بلند ہمتی کامظاہرہ کرسکے ، خدا کی قسم میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ کے جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (۲)

ابن خطاب فہری نے آپ کی جنگ کی یوں تصویر کشی کی ہے :

"مہلا بن عَمَّا ظَلَمَاتِنَا
إِنَّ بِنَا سُورَةً مِنَ الْقَلْقِ

لِمَثَلِكُمْ تُحْمَلُ السِّيُوفُ وَلَا
تُغْمَرُ أَحْسَابُنَا مِنَ الرَّفَقِ

إِنَّ لَأَنْسَى إِذَا انْتَمَيْتُ إِلَى
عَزِّ عَزِيزٍ وَمَعْشَرٍ صَدَقِ

بَيْضٍ سَبَاطٍ كَأَنَّ أَعْيُنَهُمْ
تَكْحَلُ يَوْمَ الْهِيَاجِ بِالْعَلَقِ" (۳)

.....

۱۔ الخصائص الحسينية مؤلف تستری ، صفحہ ۳۹۔

۲۔ تاریخ ابن کثیر، جلد ۸، صفحہ ۱۸۸۔

۳۔ ریحانة الرسول، صفحہ ۶۴ میں آیا ہے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس نے بھی ان اشعار کو مثال کے طور پر پیش کیا وہ قتل کردیا گیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان اشعار کو یوم الطف ، زید بن علی نے یوم السبخہ اور یحییٰ بن زید نے یوم جوزجان میں ، اور جب ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن نے منصور کے خلاف خروج کرتے وقت ان اشعار کو مثال کے طور پر پیش کیا تو ان کے ساتھیوں نے ان سے بغاوت کی اور کچھ مدت نہیں گذری تھی کہ ان کو تیر مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

"اے ہمارے چچا کی اولاد ، ہم پر ظلم کرنے سے باز آجائو کیونکہ ہم اضطراب میں مبتلا ہیں ۔

تمہارے جیسے افراد کی وجہ سے تلواریں ساتھ رکھی جا تی ہیںورنہ عطوفت و مہربانی اور رحم و کرم ہمارے ضمیر

میں بسا ہے ۔

جب مجھے کسی صاحب عزت اور سچی جماعت کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے تو میں فراموش کر دیتا ہوں ۔
اس جماعت کی آنکھوں میں اس دن جمے ہوئے خون کا سرمہ نظر آتا ہے ۔"
آپ نے اللہ کے دشمنوں پر حملہ کیا، ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور بہت زیادہ لوگوں کو فی النار کیا اور جب آپ نے میسرہ پر حملہ کیا تو یوں رجز پڑھا:

"أَنَا الْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ
أَلَيْتُ أَنْ لَا أَتَّيْنُ

أَحْمَى عِيَالَتِ أَبِي
أَمْضِ عَلَى دِينِ النَّبِيِّ" (۱)

"میں حسین بن علی ہومیں نے ذلت کے سامنے نہ جھکنے کی قسم کھا ئی ہے ۔
میں اپنے پدر بزرگوار کی ناموس کی حفاظت کروں گامیں نبی کے دین پر قائم رہوں گا ۔"
آپ (حسین) نے دنیا کے منہ کو شرافت و بزرگی سے پُر کر دیا ، آپ دنیا میں یکتا ہیں جن کے عزم و حوصلہ کی تعریف نہیں کی جا سکتی ، آپ نے گریہ وزاری نہیں کی اور نہ ہی کسی کام میں سستی کی ، آپ نے دشمنوں کا مقابلہ کر کے ظالموں اور منافقوں کے قلعوں کو ہلا کر رکھ دیا ۔
آپ اپنے جد رسول اکرم کے راستہ پر گامزن رہے ، اس دین کے تجدد کا باعث ہوئے ، اگر آپ نہ ہوتے تو وہ مبہم رہ جاتا اور اس کو حقیقی زندگی نہ ملتی۔۔۔
ابن حجر سے مروی ہے کہ امام حسین جنگ کرتے جا رہے تھے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ اشعار جاری تھے :

"أَنَا بَنُ عَلٍ الْحَرَمِ آلِ
كَفَانِ هَذَا مَفْخَرًا حِينَ أَفْخَرُ

.....

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴، صفحہ ۲۲۳۔

وَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ أَكْرَمَ مِنْ
وَنَحْنُ سِرَاجُ اللَّهِ فِي النَّاسِ

وَفَاطِمَةُ أُمِّ سُلَيْمَةَ
وَعَمَّ يَدْعَى دُؤُ الْجَنَاحِينَ

وَفِينَا كِتَابُ اللَّهِ أَنْزَلَ
وَفِينَا الْهَدْيَ وَالْوَحْ وَالْخَيْرُ يَذْكُرُ ' (۱)

"میں فرزند علی ہوں، آزاد ہوں، بنی ہاشم میں سے ہوں، میرے لئے فخر کرنے کے لئے یہی کافی ہے -
میرے نانا رسول خدا، افضل مخلوقات ہیں ہم لوگوں میں نورا نی رہنے والے خدا کے چراغ ہیں -
میری ماں فاطمہ بنت رسول ہیں اور میرے چچا جعفر طیار بیجن کو ذو الجناحین کہاجاتا ہے۔
ہماری ہی شان میں قرآن نازل ہوا، ہم ہی ہدایت کا ذریعہ ہیں وحی اور خیر (بھلائی) ہمارے ہی پاس ہے " -

آپ کی اہل بیت سے آخری رخصت

امام حسین اپنے اہل بیت سے آخری رخصت کے لئے آئے حالانکہ آپ کے زخموں سے خون جاری تھا، آپ نے حرم رسالت اور عقائل الوحی کو مصیبتوں کی چادر زیب تن کرنے اور ان کو تیار رہنے کی وصیت فرما ئی، اور ان کو ہمیشہ اللہ کے فیصلہ پر صبر و تسلیم کا یو حکم دیا: "مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ، اور جان لو کہ اللہ تمہارا حامی، و مددگار اور محافظ ہے اور وہ عنقریب تمہیں دشمنوں کے شر سے نجات دے گا، تمہارے امر کا نتیجہ خیر قرار دے گا، تمہارے دشمنوں کو طرح طرح کے عذاب دے گا، ان مصیبتوں کے بدلے تمہیں مختلف نعمتیں اور کرامتیں عطا کرے گا، تم شکایت نہ کرنا اور اپنی زبان سے ایسی بات نہ کہنا جس سے تمہاری قدر و عزت میں کمی آئے "۔ (۲)

حکومتیں ختم ہو گئیں، بادشاہ چلے گئے، موجودہ چیزیں فنا ہو گئیں لیکن اس کا ثنات میں یہ لامحدود ایمان ہمیشہ باقی رہنے کے لائق و سزاوار ہے، کون انسان اس طرح کی مصیبتوں کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور اللہ کی رضا اور تسلیم امر کیلئے بڑی گرمجوشی کے ساتھ ان کا استقبال کرتا ہے ؟ بیشک رسول اعظم

.....

۱۔ صواعق محرقہ، صفحہ ۱۱۷۔۱۱۸۔ جوبرة الکلام فی مدح السادة الاعلام، صفحہ ۱۱۹۔

۲۔ مقتل الحسين المرقم، صفحہ ۳۳۷۔

کی نظر میں حسین کے علاوہ ایسا کارنامہ انجام دینے والی کوئی ذات و شخصیت نہیں ہے -
جب آپ کی بیٹیوں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو ان پر حزن و غم طاری ہو گیا، انہوں نے اسی حالت میں امام کو رخصت کیا، ان کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا، رعب کی وجہ سے ان کا رنگ متغیر ہو گیا، جب آپ نے ان پر نظر ڈالی تو آپ کا دل غم میں ڈوب گیا ان کے بند بند کا نپ گئے -

علامہ کاشف الغطا کہتے ہیں : وہ کون شخص ہے جو امام حسین کے مصائب کی تصویر کشی کرے جو مصیبتوں کی امواج تلاطم میں گہرا ہو، ہر طرف سے اس پر مصیبتوں کی یلغار ہو رہی ہو، اسی صورت میں آپ اہل و عیال اور باقی بچوں کو رخصت فرما رہے تھے، آپ ان خیموں کے نزدیک ہوئے جن میں ناموس نبوت اور علی و زہرا کی بیٹیاں تھیں تو خوفزدہ مخدرات عصمت و طہارت نے قطا نامی پرندہ کی طرح اپنے حلقے میں لے لیا حالانکہ آپ کے جسم سے خون بہہ رہا تھا تو کیا کوئی انسان اس خوفناک موقع میں امام حسین اور ان کی مخدرات عصمت و طہارت کے حال کو بیان کرنے کی تاب لا سکتا ہے اور کیا اس کا دل پھٹ نہیں جائے گا، اس کے ہوش نہیں اڑ جائیں گے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہو جائیں گے۔" (۱)

امام حسین پر اپنے اہل و عیال کو ان مصائب میں رخصت کرنا بہت مشکل تھا حالانکہ رسول اللہ کی بیٹیاں اپنے منہ پیٹ رہی تھیں، بلند آواز سے گریہ و زاری کر رہی تھیں، گویا وہ اپنے جد رسول پر گریہ کر رہی تھیں، انہوں نے بڑی مشکلوں کے ساتھ آپ کو رخصت کیا، اس عجیب منظر کا امام حسین پر کیا اثر ہوا اس کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ہے۔

عمر بن سعد خبیث النفس نے ہتھیاروں سے لیس اپنی فوج کو یہ کہتے ہوئے امام پر حملہ کرنے کے لئے بلایا: ان پر اپنے حرم سے رخصت ہونے کے عالم میں ہی حملہ کر دو، خدا کی قسم اگر یہ اپنے اہل حرم کو رخصت کر کے آگئے تو تمہارے میمنہ کومیسرے پر پلٹ دیں گے۔

ان خبیثوں نے آپ پر اسی وقت تیروں کی بارش کرنا شروع کردی تیر و سبے خیموں کی رسیانکٹ گئیں، بعض تیر بعض عورتوں کے جسم میں پیوست ہو گئے وہ خوف کی حالت میں خیمہ میں چلی

.....

۱۔ جنة الماوی، صفحہ ۱۱۵۔

گئیں، امام حسین نے خیمہ سے غضبناک شیر کے مانند نکل کر ان مسخ شدہ لوگوں پر حملہ کیا، آپ کی تلوار ان خبیثوں کے سرکاٹنے لگی آپ کے جسم اطہر پر دا ئیں اور بائیں جانب سے تیر چلے جو آپ کے سینہ پر لگے اور ان تیروں میں سے کچھ تیر وکی داستان یوں ہے :

۱۔ ایک تیر آپ کے دہن مبارک پر لگا تو اس سے خون بہنے لگا آپ نے زخم کے نیچے اپنا دست مبارک کیا جب وہ خون سے بھر گیا تو آپ نے آسمان کی طرف بلند کیا اور پروردگار عالم سے یوں گویا ہوئے : "اللّٰہمَّ اِنَّ ہذا فیک قلیل"۔ (۱)

"خدایا یہ تیری بارگاہ کے مقابلہ میں نا چیز ہے۔"

۲۔ ابو الحتوف جعفری کا ایک تیر، نور نبوت اور امامت سے تابناک پیشانی پر لگا آپ نے اس کو نکال کر پھینکاتو خون ابلنے لگا تو آپ نے خون بہانے والے مجرمین کے لئے اپنی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا کئے : "پروردگارا ! تو دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے نا فرمان بندوں سے کیا کیا تکلیفیں سہ رہا ہوں، پروردگارا تو ان کو یکجا کر کے ان کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دے، روئے زمین پر ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا اور ان کی مغفرت نہ کر۔"

لشکر سے چلا کر کہا : "اے بری امت والو! تم نے رسول کے بعد ان کی عترت کے ساتھ برا سلوک کیا، یاد رکھو تم میرے بعد کسی کو قتل نہ کر سکو گے جس کی بنا پر اس کو قتل کرنے سے ڈرو بلکہ میرے قتل کے

بعد دوسروں کو قتل کرنا آسان ہو جائے گا خدا کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ خدا شہادت کے ذریعہ مجھے عزت دے اور تم سے میرا اس طرح بدلہ لے کہ تمہیں احساس تک نہ ہو۔" (۲)۔

کیا رسول اللہ جنہوں نے ان کو مایوس زندگی اور شقاوت سے نجات دلائی ان کا بدلہ یہ تھا کہ حملہ کر کے ان کا خون بہا دیا جائے اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں خدا نے امام کی دعا قبول کی اور اس نے امام حسین کے مجرم دشمنوں سے انتقام کے سلسلہ میں دعا قبول فرمائی اور کچھ مدت نہیں گزری تھی کہ دشمنوں میں پھوٹ پڑ گئی اور جناب مختار نے امام کے خون کا بدلہ لیا، ان پر حملہ کرنا اور ان

.....

۱۔ الدر التنظیم، صفحہ ۱۶۸۔

۲۔ مقتل حسین "مقرم، صفحہ ۳۳۹۔

کو پکڑنا شروع کیا وہ مقام پیدا پر چلے گئے تو جناب مختار نے ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

زہری کا کہنا ہے: امام حسین کے ہر قاتل کو اس کے کئے کی سزا دی گئی، یا تو وہ قتل کر دیا گیا، یا وہ اندھا ہو گیا، یا اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا، یا کچھ مدت کے بعد وہ دنیا سے چل بسا۔ (۱)

۳۔ امام کے لئے اس تیر کو بہت ہی بڑا تیر شمار کیا جاتا ہے۔ مورخین کا بیان ہے: امام خون بہنے کی وجہ سے کچھ دیر سے آرام کی خاطر کھڑے ہوئے تو ایک بڑا پتھر آپ کی پیشانی پر آکر لگا آپ کے چہرے سے خون بہنے لگا، آپ کپڑے سے اپنی آنکھوں سے خون صاف کرنے لگے تو ایک تین بھال کا تیر آپ کے اس دل پر آکر لگا جو پوری دنیائے انسانیت کے لئے مہر و عطوفت سے لبریز تھا آپ کو اسی وقت اپنی موت کے قریب ہونے کا یقین ہو گیا آپ نے اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر یوں فرمایا: "بسم اللہ وباللہ، وعلیٰ ملۃ رسول اللہ، الہ اِنِّکَ تعلمُ اَنَّهُم یقتُلُونَ رَجُلًا لَیسَ علیٰ وجہ الارضِ ابنُ بنتِ نبیِّ غَیرِہ"۔

تیر آپ کی پشت سے نکل گیا، تو پرنا لے کی طرح خون بہنے لگا آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں خون لینا شروع کیا جب دونوں ہاتھ خون میں بھر گئے تو آپ نے وہ خون آسمان کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا: "هُوَ مَآئِزِلَ یُّیِّ اَنَّهُ بِعَیْنِ اللّٰہِ"۔ "معبود میرے اوپر پڑنے والی مصیبتوں کو آسان کر دے بیشک یہ خدا کی مدد سے ہی آسان ہو سکتی ہیں۔"

امام نے اپنا خون اپنی ریش مبارک اور چہرے پر ملا حالانکہ آپ کی ہیبت انبیاء کی ہیبت کی حکایت کر رہی تھی اور آپ فرما رہے تھے: ہکذا اُکون حتیٰ القی اللہ وجد رسول اللہ وَاَنَا مَخْضُبُ بَدَمٍ۔" (۲)۔ "میں اسی طرح اپنے خون سے رنگی ہوئی ریش مبارک کے ساتھ اللہ اور اپنے جد رسول اللہ سے ملاقات کروں گا"

۴۔ حصین بن نمیر نے ایک تیر مارا جو آپ کے منہ پر لگا، آپ نے زخم کے نیچے اپنا دست مبارک کیا جب وہ خون سے بھر گیا تو آپ نے آسمان کی طرف بلند کیا اور مجرموں کے متعلق پروردگار عالم سے یوں

.....

عرض کیا: "اللہم احصہم عدداً واقتلہم بدداً، ولا تذرعلى الارض منهم احداً"۔ (۱)۔

آپ پرتیروں کی اتنی بارش ہوئی کہ آپ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، جسم سے خون بہا اور آپ پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپ زمین پر بیٹھ گئے حالانکہ آپ کی گردن میں سخت درد ہو رہا تھا، (آپ اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ) خبیث مالک بن نسیر نے آپ پر حملہ کر دیا اس نے آپ پر سب و شتم کیا، تلوار بلند کی آپ کے سر پر خون سے بھری ایک بلند ٹوپی تھی امام نے اس کو ظالم کی طرف پھینکتے ہوئے اس کے لئے یہ کلمات ادا کئے: "لَا أَلَاكَتْ بِيَمِينِكَ وَلَا شَرِبْتَ، وَحَشَرَكَ اللَّهُ مَعَ الظَّالِمِينَ"۔

آپ نے لمبی ٹوپی پھینک کر ٹوپی پر عمامہ باندھا تو ظالم نے دوڑ کر لمبی ٹوپی اٹھائی تو اس کے ہاتھ شل ہو گئے۔ (۲)۔

امام کی اللہ سے مناجات

ان آخری لمحوں میں امام نے خداوند عالم سے لو لگا ئی، اس سے مناجات کی، خدا کی طرف متوجہ قلب سے تضرع کیا اور تمام مصائب و آلام کی پروردگار عالم سے یوں شکایت فر ما ئی :

"صَبْرًا عَلَى قَضَائِكَ لَا إِلَهَ سِوَاكَ، يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ، مَا لَ رَبِّ سِوَاكَ وَلَا مَعْبُودٌ غَيْرُكَ، صَبْرًا عَلَى حُكْمِكَ، يَا غِيَاثَ مَنْ

لَا غِيَاثَ لَهُ، يَا دَائِمًا لَانْفَادِلَهُ، يَا مَحْيَا الْمَوْتِ، يَا قَائِمًا عَلَى كُلِّ نَفْسٍ، احْكُمْ بَيْنَ وَبَيْنِهِمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ"۔ (۳)

"پروردگارا! میتیرے فیصلہ پر صبر کرتا ہوں تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اے فریادیوں کے فریاد رس، تیرے علاوہ میرا کوئی پروردگار نہیں اور تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں، میں تیرے حکم پر صبر کرتا ہوں، اے فریادرس! تیرے علاوہ کوئی فریاد رس نہیں ہے، اے ہمیشہ رہنے والے تجھے فنا نہیں ہے، اے مردوں کو زندہ کرنے والے، اے ہر نفس کو باقی رکھنے والے، میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کراؤ تو سب سے اچھا فیصلہ کر نے والا ہے"۔

.....

۱۔ انساب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۲۴۰۔

۲۔ انساب الاشراف، جلد ۳، صفحہ ۲۰۳۔

۳۔ مقتل الحسين المرقوم، صفحہ ۳۴۵۔

یہ دعا اس ایمان کا نتیجہ ہے جو امام کے تمام ذاتیات کے ساتھ گھل مل گا تھا یہ ایمان آپ کی ذات کا اہم عنصر تھا۔۔۔ آپ اللہ سے لو لگائے رہے، اس کی قضا و قدر (فیصلے) پر راضی رہے، تمام مشکلات کو خدا کی خاطر برداشت کیا، اس گہرے ایمان کی بنا پر آپ تمام مشکلات کو بھول گئے۔

ڈاکٹر شیخ احمد وا ئلی اس سلسلہ میں یوں کہتے ہیں :

يا ابا الطف وازدهنى بالضحايا

من اديم الطفوف روض

نُخْبَةٍ مِنْ صَحَابَةٍ

وَرَضِيعُ مُطَوِّقٍ وَ شَبُّوْلُ

وَالشَّبَابُ الْفَيَّانُ جَفَّ فَعَاَصَتْ
نَبْعَةُ خُلُوَّةٌ وَوَجْهٌ جَمِيلٌ

وَتَأَمَّلْتُ فِي وَجُوْهِ
وَزَوَاكِ الدَّمَائِ مِنْهَا تَسْيِلٌ

وَمَشَتْ فِي شِفَاهِكَ الْعُرَّجَوُ
نَمَّ عَنْهَا التَّسْبِيحُ وَالتَّهْلِيلُ

لَكَ عُتْبِي يَا رَبِّ إِنْ كَانَ
فَهَذَا إِلَى رِصَاكَ قَلِيلٌ(۱)

"اے کربلا کے سورما اے وہ ذات جس کی قربانیوں کی بنا پر سر زمین کربلا سر سبز و شاداب ہو گئی ۔
آپ کے ساتھی برگزیدہ تھے ،ان میں شیر خوار تک تھا آپ کے ساتھی قابل رشک جوان تھے۔
میں نے آپ کی قربانی پر غور کیا حالانکہ اس سے خون بہہ رہا تھا۔
آپ زیر لب بھی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے۔
اے پروردگاریہ میری ناچیز کو شش بے گر قبول افتد زبے عزّ و شرف" ۔

امام پر حملہ

مجرموں کے اس پلید و نجس و خبیث گروہ نے فرزند رسول پر حملہ شروع کر دیا انہوں نے امام پر ہر طرف سے
تیروں اور تلواروں سے حملہ کیا زرعہ بن شریک تمیمی نے پہلے آپ کے بائیں ہاتھ پر تلوار لگا ئی اس کے بعد آپ
کے کانڈھے پر ضرب لگا ئی ،اور سب سے کینہ رکھنے والا دشمن سنان بن انس خبیث تھا، اس

.....

نے ایک مرتبہ امام پر تلوار چلائی اور اس کے بعد اس نے نیزہ سے وار کیا اور اس بات پر بڑا فخر کر رہا تھا، اس نے حجاج کے سامنے اس بات کو بڑے فخر سے یوں بیان کیا: میں نے ان کو ایک تیر مارا اور دو سری مرتبہ تلوار سے وار کیا، حجاج نے اس کی قساوت قلبی دیکھ کر چیخ کر کہا: اَمَّا انکما لن تجتمعاف دار۔ (۱)

اللہ کے دشمنوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور ان کی تلواروں نے آپ کا پا ک خون بہا دیا، بعض مو رخین کا کہنا ہے: اسلام میں امام حسین جیسی مثال کوئی نہیں ہے، امام حسین کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ایک سو بیس زخم تھے۔ (۲)

امام حسین کچھ دیر زمین پر ٹھہرے رہے آپ کے دشمن بکواس کرتے رہے اور آپ کے پاس آنے کے متعلق تیاری کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں سید حیدر کہتے ہیں:

فما جلتِ الحربُ عَنْ مِثْلِهِ
صریعا یَجَبْنَ شُجْعَانُهَا

"حالانکہ آپ زمین پر بے ہوش پڑے تھے پھر بھی کوئی آپ کے نزدیک آنے کی ہمت نہیں کر رہا تھا۔"

سب کے دلوں آپ کی ہیبت طاری تھی یہاں تک کہ بعض دشمن آپ کے سلسلہ میں یوں کہنے لگے: ہم ان کے نورا نی چہرے اور نورا نی پیشانی کی وجہ سے ان کے قتل کی فکر سے غافل ہو گئے۔

جو شخص بھی امام کے پاس ان کو قتل کرنے کے لئے جاتا وہ منصرف ہو جاتا۔ (۳)

چادر میلپٹی ہوئی رسول اللہ کی نواسی زینب خیمہ سے باہر آئیں وہ اپنے حقیقی بھائی اور بقیہ اہل بیت کو پکار رہی تھیں کہ: کاش آسمان زمین پر گر پڑتا۔

ابن سعد سے مخاطب ہو کر کہا: (اے عمر! کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ ابو عبد اللہ قتل کر دئے جائیں اور تو کھڑا ہوا دیکھتا رہے؟) اس خبیث نے اپنا چہرہ جھکا لیا، حالانکہ اس کی خبیث ڈاڑھی پر آنسو بہہ رہے تھے، (۴)

عقیلہ بنی ہاشم جناب زینب سلام اللہ علیہا اس انداز میں واپس آ رہی تھیں کہ آپ کی نظریں

.....

۱۔ مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۱۹۴۔

۲۔ الحدائق الوردیہ، جلد ۱، صفحہ ۱۲۶۔

۳۔ انساب الاشراف، جلد ۳، صفحہ ۲۰۳۔

۴۔ جواہر المطالب فی مناقب امام علی بن ابی طالب، صفحہ ۱۳۹۔

بھائی پر تھیلیکن اس عالم میں بھی صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، آپ واپس خیمہ میں عورتوں اور بچوں کی نگہبانی کے لئے اُن کے پاس پلٹ آئیں۔

امام بہت دیر تک اسی عالم میں رہے حالانکہ آپ کے زخموں سے خون جا رہی تھا، آپ قتل کرنے والے مجرموں سے یوں مخاطب ہوئے: "کیا تم میرے قتل پر جمع ہو گئے ہو؟ آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم! تم میرے قتل کے بعد اللہ کے کسی بندے کو قتل نہ کر پائو گے، خدا کی قسم! مجھے امید ہے کہ خدا تمہاری رسوائی کے عوض مجھے عزت دے گا اور پھر تم سے اس طرح میرا انتقام لے گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

شقی اظلم سنان بن انس تلوار چلانے میں مشہور تھا اس نے کسی کو امام کے قریب نہیں ہو نے دیا چونکہ اس کو یہ خوف تھا کہ کہیں کوئی اور امام کاسر قلم نہ کر دے اور وہ ابن مرجانہ کے انعام و اکرام سے محروم رہ جائے ۔

اس نے امام کا سر تن سے جدا کیا حالانکہ امام کے لب ہائے مبارک پر سکون و اطمینان ، فتح و نصرت اور رضائے الہی کی مسکراہٹ تھی جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گی ۔

امام نے قرآن کریم کو بیش قیمت روح عطا کی ، اور ہر وہ شرف و عزت عطا کی جس سے انسانیت کا سر بلند ہوتا ہے ۔۔ اور سب سے عظیم اور بیش قیمت جو امام خرچ کی وہ اپنی اولاد ، اہل بیت اور اصحاب مصیبتیں دیکھنے کے بعد مظلوم ، مغموم اور غریب کی حالت میں قتل ہو جانا ہے اور اپنے اہل و عیال کے سامنے پیاسا ذبح ہو جانا ہے ، اس سے بیش قیمت اور کیا چیز ہو سکتی ہے جس کو امام نے مخلصانہ طور پر خدا کی راہ میں پیش کر دی ؟

امام نے خدا کی راہ میں قربانی دے کر تجارت کی ، یہ تجارت بہت ہی نفع آور ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے : (إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِثَمَرٍ لَّهُمْ الْجَنَّةَ يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ)۔ (۱)

"بیشک اللہ نے صاحب ایمان سے اُن کی جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے کہ یہ لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور پھر خود بھی قتل ہو جاتے ہیں یہ وعدہ برحق توریت ، انجیل اور قرآن ہر جگہ ذکر ہوا ہے اور خدا سے زیادہ اپنے عہد کا کون پورا کرنے والا ہوگا، تو اب تم لوگ اپنی اس تجارت پر خوشیاں منائو جو تم نے خدا سے کی ہے کہ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے ۔"

بیشک امام حسین نے اپنی تجارت سے بہت فائدہ اٹھایا اور فخر کے ساتھ آپ کے ساتھ کامیاب ہوئے جس میں آپ کے علاوہ اور کوئی کامیاب نہیں ہوا ، شہداء حق کے خاندان میں کسی کو بھی کوئی شرف و عزت و بزرگی اور دوام نہیں ملا جو آپ کو ملا ہے ، اس دنیا میں بلندی کے ساتھ آپ کا تذکرہ (آج بھی) ہو رہا ہے اور آپ کا حرم مطہرزمین پر بہت ہی با عزت اور شان و شوکت کے ساتھ موجود ہے ۔

اس امام عظیم کے ذریعہ اسلام کا وہ پرچم بلندی کے ساتھ لہر رہا ہے جو آپ کے اہل بیت اور اصحاب میں سے شہید ہونے والوں کے خون سے رنگین ہے ، یہی پرچم کائنات میں ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کے انقلاب اور کرامت و بزرگی کو روشن و منور کر رہا ہے ۔

.....